نمبر ۷۸ | ۱۳ر رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۳۱ر دسمبر ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

جلسہ سالانہ ۱۹۳۳ء کے اہم کوائف مختصر الفاظ میں

خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۲۶ر دسمبر سے شروع ہوکر ۲۸۔ دسمبر ۱۹۳۳ء کو بخیر وخوبی انجام پذیر ہؤا۔

موسمی کیفیت

چونکہ امسال دسمبر میں بارش نہیں ہوئی تھی۔ اور جلسہ سے دو روز قبل مطلع ابر آلود تھا۔ اس لئے جلسہ کے ایام میں بارش کے متعلق سخت خدشہ تھا۔ اور خطرہ تھا۔ کہ بارش ہوکر جلسہ کے ایام میں اس قدر ہجوم کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہو۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ موسم جلسہ کے ایام میں بہت خوشگوار رہا۔ دھوپ خوب نکلی۔ ہوا بھی بند رہی جس سے بہت آرام رہا۔

مہمانوں کی آمد

رمضان المبارک کے فیوض سے متمتع ہونے کے لئے احباب ۲۲۔ دسمبر بروز جمعہ کو ہی کافی تعداد میں پہنچ گئے۔ اور قادیان میں خوب رونق ہو گئی۔ آنے والوں میں صاحب حیثیت اور معزز غیر احمدی غیر مبایع۔ ہندو اور سکھ اصحاب بھی شامل تھے۔ اور احمدی احباب پنجاب کے علاوہ حیدر آباد۔ صوبہ سرحد۔ کشمیر۔ پونچھ۔ ریاست ہائے ہند نیز کیمبل پور۔ افغانستان اور سیلون سے بھی تشریف لائے سیلونی احباب اگرچہ اُردو نہ جاننے کی وجہ سے تقریروں کو سمجھ نہ سکتے تھے۔ تاہم نہایت اخلاص کے ساتھ اجلاسوں میں شریک ہوتے رہے۔

ریلوے کے انتظامات

محکمۂ ریلوے نے امسال بھی حسب سابق مسافروں کی آسائش اور آرام کے لئے کوشش کی جلسہ سے قبل ایک پوسٹر محکمہ ریلوے نے شائع کیا۔ جس میں ان ایام کا ریلوے ٹائم ٹیبل اور ضروری ہدایات درج تھیں۔ ۲۳ر دسمبر سے ہی گاڑیوں میں مزید بوگیاں لگا کر مسافروں کے لئے زیادہ گنجائش پیدا کر دی گئی۔ ۲۵۔ اور ۲۶ر دسمبر کو دو دو سپیشل گاڑیاں چلائی گئیں۔ ٹریفک انسپکٹر صاحب بٹالہ اور قادیان میں انتظامات کی نگرانی کرتے رہے۔ قادیان کے سٹیشن پر سٹاف میں بہت اضافہ کر دیا گیا۔ جس نے اپنے فرائض ادا کرنے میں مہمانوں کو آرام پہنچانے کا ہر طرح خیال رکھا۔ سٹیشن پر روشنی وغیرہ کا خاطر خواہ انتظام تھا۔ ریلوے سٹاف اب کے بھی اس بات کا معترف ہے کہ اس قدر کثیر ہجوم کے باوجود کوئی احمدی بغیر ٹکٹ سفر کرتا ہؤا نہیں پکڑا گیا حتیٰ کہ جو دوست کسی مجبوری سے قادیان کا ٹکٹ خرید نہ کر سکے انہوں نے زائد کرایہ خود بخود ٹکٹ کے ساتھ ادا کر دیا۔

جلسہ گاہ

جلسہ گاہ سابقہ مقام پر ہی تعمیر کی گئی تھی۔ جس کا رقبہ ۱۳۰×۱۳۰۔ فٹ تھا۔ اور چاروں طرف ۱۵ گیلریاں بنائی گئی تھیں۔ گزشتہ سال رقبہ ۱۳۰×۱۲۰ فٹ اور ۱۰۔ گیلریاں تھا۔ باوجودیکہ جلسہ گاہ میں وسعت پیدا کر دی گئی تھی۔ پھر بھی ہجوم کا یہ عالم تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعا

کی تقریروں کے وقت جگہ کی تنگی محسوس کی گئی۔ اور احباب کے سمٹ کر بیٹھنے کے باوجود بہت لوگ کھڑے رہنے پر مجبور ہوئے۔

مہمانوں کی تعداد

جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد کا اندازہ لگانے کا اس وقت تک یہی طریق ہے۔ کہ کھانے کی پرچیوں سے شمار کیا جاتا ہے اور اس کے مطابق ۲۷ کی شام کو مہمانوں کی تعداد ۱۸۷۱۱ تھی اور ۲۸ کی شام کو ۱۹۱۴۳ تھی۔ یہ تعداد گزشتہ سال کی نسبت کسی قدر کم ہے۔ لیکن اس کی وجہ مہمانوں کی کمی نہیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ اب کے پرچیوں کے چیک کا انتظام خاص طور پر کیا گیا۔ اور کوشش کی گئی۔ کہ ضرورت سے زائد کھانا نہ دیا جائے۔ ورنہ خدا تعالےٰ کے فضل سے مہمانوں کی تعداد یقیناً گزشتہ سال کی نسبت زیادہ تھی۔ جس کا ثبوت ایک تو جلسہ گاہ کے باوجود گزشتہ سال سے وسیع ہونے کے تنگ ثابت ہونے سے ملتا ہے۔ علاوہ ازیں گزشتہ سال جو کمرے جن جماعتوں کے لئے کافی ثابت ہوئے تھے۔ اب کے وہی کمرے ان جماعتوں کے لئے ناکافی ہوئے۔ اور ان کے لئے مزید جگہ کا انتظام کرنا پڑا۔ اس دفعہ محکمہ مردم شماری قائم کرکے کوشش کی گئی تھی کہ مہمانوں کو شمار کیا جائے۔ لیکن آدمیوں کی قلت اور دوسرے کاموں کی کثرت کی وجہ سے اس میں کامیابی نہ ہوسکی۔

حسنِ انتظام

منتظمین کے لئے اس سال رمضان المبارک کی وجہ سے بعض ایسی دقتیں تھیں جن کا پہلے کوئی تجربہ نہ تھا۔ لیکن باوجودیکہ سخت سردی کے دن تھے۔ پھر بھی منتظمین اور کارکن سخت مشقت اٹھا کر مہمانوں کو ہر سہولت و آرام پہنچانے کی کوشش کرتے رہے اور روزہ داروں کے لئے افطار کے وقت اور سحری کے وقت کھانا پہنچاتے رہے۔ سحری کے وقت ۹-۹-۱۰-۱۰ سال کی عمر کے چھوٹے بچے بھی مہمانوں کی قیام گاہوں پر کھانا پہنچانے پر لگائے گئے۔ روزہ نہ رکھنے والوں کو صبح کا کھانا ایسے وقت پر پہنچا دیا جاتا رہا کہ ٹھیک وقت پر جلسہ میں پہنچ سکیں۔ اللہ تعالےٰ سب کارکنوں کو جزائے خیر دے۔ اور اس تکلیف اور مشقت کے لئے جو انہوں نے محض خدا کی خاطر برداشت کی انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

خدا تعالےٰ کے فضل سے اتنے عظیم الشان ہجوم میں کسی قسم کا کوئی ناگوار حادثہ یا واقعہ نہیں پیش آیا۔ ہجوم کی کثرت کی وجہ سے بعض اوقات چھوٹے بچے اپنے والدین سے جدا ہوجاتے رہے لیکن جلد ہی انہیں والدین کے پاس پہنچایا جاتا رہا۔

انتظامِ جلسہ

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے۔ جناب میر محمد اسحاق صاحب ناظر ضیافت جلسہ سے چند روز قبل سخت بیمار ہوگئے تھے۔ اس لئے امسال افسر جلسہ جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری بی۔ اے مقرر ہوئے۔ بشمول نائب ناظم جلسہ کے فرائض ماسٹر محمد طفیل خان صاحب اور نائب ناظم مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل۔ اور صوفی عبدالقدیر صاحب بی۔ اے ادا کرتے رہے۔ بیرون قصبہ کے ناظم جناب مولوی محمد دین صاحب اور ان کے نائب چودھری غلام محمد صاحب بی۔ اے اور قاضی محمد عبداللہ صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی تھے۔ ناظموں کے ماتحت ہر کام کا علیٰحدہ علیٰحدہ افسر مقرر تھا۔ اور ہر افسر کے متعدد معاونین تھے نہایت خوشی کا مقام ہے۔ کہ سب احباب نے نہایت جانفشانی۔ اور تندہی سے اپنے فرائض سر انجام دیئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے ملاقات کا انتظام شیخ یوسف علی صاحب پرائیویٹ سکرٹری اور ان کے معاونین کے سپرد تھا۔

حضرت اقدس کی مصروفیت

باوجودیکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کمزور تھی۔ اور جلسہ سے چند روز ہی قبل آپ پر انفلوانزا کا سخت حملہ ہوا تھا۔ حضور دن رات نہایت ہی مصروف رہے۔ دو تین دن میں تقریریں کرنے کے علاوہ حضور ہر روز صبح ۷½ سے ۹½ تک۔ اور پھر شام سے بارہ بجے رات تک احباب سے ملاقاتیں کرتے رہے۔ علاوہ ازیں جلسہ کے تمام انتظامات کی بذاتِ خود نگرانی فرماتے رہے۔ اور احباب کی سہولت کا حضور کو اس قدر خیال تھا۔ کہ حضور نے جلسہ گاہ میں اعلان فرما دیا۔ کہ جس کسی دوست کو انتظام کے متعلق کسی قسم کی شکایت ہو۔ وہ فوراً مجھے تحریری طور پر بھیج دیں۔ میں نے اپنے دفتر کو ہدایت کر دی ہے کہ اہم شکایات فوراً مجھ تک پہنچائی جائیں۔ خواہ میں اس وقت سوتا ہوں۔ میں اس کے متعلق انتظام کر دونگا۔ تمام امور کی تفصیلی رپورٹ حضور کی خدمت میں روزانہ پیش کی جاتی۔ اور حضور ضروری ہدایات نافذ فرماتے رہے۔

بیعت

خدا تعالےٰ کے فضل سے اس سال بھی بہت سے احباب بیعت کرکے داخل سلسلہ ہوئے جن میں معزز تعلیم یافتہ اور بارسوخ احباب بھی شامل ہیں۔ بیعت کرنے والوں کی تعداد ۲۸ دسمبر کی رات تک ۳۶۴ ہوچکی ہے۔ اور اس میں ابھی اضافہ ہو رہا ہے۔ خواتین کی تعداد علیٰحدہ ہے۔ بعض معزز غیر مبایع نے بھی بیعت کی۔

پروگرام

امسال کے جلسہ کا پروگرام جو بہت احتیاط کے ساتھ مرتب کیا گیا تھا۔ اور جس میں نہایت اہم موضوعات پر تقریریں رکھی گئی تھیں۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت پیش نہ آئی۔

طبی امداد

ضرورت مند احباب کو طبی امداد بہم پہنچانے کے لئے اندرون شہر شیخ احسان علی صاحب کی دوکان پر انتظام کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھی صبح و شام مریضوں کو دیکھتے رہے۔ بیرون شہر طبی امداد کے لئے ڈاکٹر نذیر احمد صاحب۔ اور ڈاکٹر ولایت شاہ صاحب مقرر تھے۔ جو بورڈنگ ہاؤس کے گیٹ پر دوائیاں وغیرہ مہیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ نور ہسپتال بھی ۲۴ گھنٹے کھلا رہا۔

مشکلات

اب کے خاص طور پر جو مشکلات انتظام جلسہ کے متعلق محسوس کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک دو کا ذکر کیا جاتا ہے۔ پہلی مشکل جس کا سامنا ہوا۔ اور جس میں سال بسال اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ مہمانوں کا ایک بڑا حصہ علیحدہ مکانوں میں رہنے کی خواہش رکھتا ہے۔ وہ احباب جو اپنے رشتہ داروں وغیرہ کے ہاں اترتے ہیں۔ اور گھر والے ان کے کھانے وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں ان کے علاوہ بہت سے احباب ایسے ہوتے ہیں جو علیحدہ مکانوں میں فروکش ہوتے ہیں اور ان کے کھانے کا انتظام منتظمین جلسہ کے ذمہ ہوتا ہے۔ چونکہ ایسے اصحاب کی ایک بڑی تعداد ہوتی ہے۔ اور اتنے عظیم الشان مجمع کے مقابلہ میں کام کرنے والوں کی قلت۔ اس سے کھانا وغیرہ پہنچانے کی دقت پیش آتی ہے۔ اور مہمانوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ چونکہ ایسے اصحاب کی تعداد ہر سال بڑھتی جاتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس کے متعلق تکلیف کے انسداد کا انتظام ہو۔

ایک اور مشکل مہمانوں کی تعداد معلوم کرنے کے متعلق ہے صحیح اور مکمل تعداد کا یادداشت میں آجانا نہایت ضروری ہے۔ مگر افسوس کہ کام کرنے والوں کی قلت کی وجہ سے اس بارے میں ابھی تک کامیابی نہیں ہوسکی اس کے متعلق غور کرنا۔ اور کوئی طریق کامیابی تجویز کرنا نہایت ضروری ہے۔

خواتین کا جلسہ

خواتین کا جلسہ بھی حسب معمول کامیابی سے منعقد ہوا جس میں دوسرے اصحاب کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی ایک تقریر فرمائی بعض مستورات نے بھی تقریریں کیں۔ مرکزی لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام دستکاری کی نمائش بھی ہوئی۔ اس جلسہ کی رپورٹ لجنہ اماء اللہ کی طرف سے موصول ہونے پر شائع کی جائے گی۔ نماز جمعہ پڑھنے کے لئے ۲۹ دسمبر کو بھی کئی ہزار افراد عورتیں

مختصر روداد جلسہ سالانہ ۱۹۳۳ء

پہلا دن

۲۶ دسمبر کو جلسہ سالانہ کا افتتاح کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ دس بجے کے قریب جب تشریف لائے تو مجمع نے اللہ اکبر کے پرجوش نعروں سے حضور کا استقبال کیا۔ حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے نے تلاوت قرآن مجید کی۔ اور ضیاء صاحب پشاوری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے مختصر افتتاحی تقریر اور لمبی دعا کے ساتھ جلسہ کا افتتاح کرنے کے بعد تشریف لے گئے۔ اور جناب چودھری نعمت خان صاحب سب جج جالندھر کی صدارت میں کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور نے علم النفس کی روشنی میں ہستی باری تعالیٰ کے دلائل بیان کئے۔۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۷۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ رمضان ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی افتتاحی تقریر

جلسہ سالانہ ۱۹۳۳ء کے موقعہ پر

۲۹ دسمبر ۱۹۳۳ء ۱۰ بجے کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اللّٰہ اکبر۔ غلام احمد کی جے۔ حضرت خلیفۃ المسیح زندہ باد کے نعروں کے درمیان سٹیج پر تشریف لائے۔ اور حسب ذیل افتتاحی تقریر فرمائی:۔

تشہد اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل سے پھر ہمیں یہاں جمع ہونے اور اس بات کا ذریعہ بننے کا موقعہ ملا ہے۔ کہ ہر سال انہی دنوں میں

اللہ تعالیٰ کا ذکر

بلند کرنے کے لئے اس کے بندے چاروں طرف سے جمع ہو کر یاتون من کل فج عمیق۔ یاتیک من کل فج عمیق کا نظارہ دنیا کے سامنے پیش کریں :۔

مجھے یاد ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

فرمایا کرتے تھے۔ کہ آپ کے ایام جوانی میں آپ کے والد صاحب اور ہمارے دادا صاحب اکثر اوقات افسوس کا اظہار کیا کرتے تھے۔ کہ میرا ایک بچہ تو لائق ہے (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے بھائی۔ اور ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب) مگر دوسرا لڑکا (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) نالائق ہے۔ کوئی کام نہ اسے آتا ہے۔ اور نہ وہ کرتا ہے مجھے فکر ہے۔ کہ میرے مرنے کے بعد یہ کھائیگا کہاں سے۔ یہاں سے جنوب کی طرف ایک گاؤں ہے۔ کاہلواں اس کا نام ہے۔ وہاں کا

ایک سکھ

مجھ سے اکثر ملنے آیا کرتا تھا۔ اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایسی محبت تھی۔ کہ باوجود سکھ ہونے کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر پر جا کر سلام کیا کرتا تھا۔ دعا کا طریق ان میں نہیں۔ خلافت کے ابتدائی ایام میں جبکہ ۹۔۱۰ بجے کے قریب ڈاک آیا کرتی تھی اور میں مسجد مبارک میں بیٹھ کر ڈاک دیکھا کرتا تھا۔ ایک دن وہ سکھ اس وقت جبکہ میں ڈاک دیکھ رہا تھا۔ آیا۔ اور

مسجد مبارک

کی سیڑھیوں پر سے ہی مجھے دیکھ کر چیخ مار کر کہنے لگا۔ آپ کی جماعت نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے۔ مجھے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کے تعلقات کا علم تھا۔ میں نے اسے محبت سے بٹھایا۔ اور پوچھا کیا ہوا ہے۔ آپ بیان کریں۔ اگر میری جماعت کے کسی شخص نے آپ کو کسی قسم کی تکلیف اور دکھ دیا ہے۔ تو میں اسے سزا دونگا۔ میرے پوچھنے پر اس نے جو دکھ بتایا۔ وہ یہ تھا۔ کہ میں مرزا صاحب کی قبر پر متھا ٹیکنے کے لئے گیا تھا۔ مگر مجھے متھا نہیں ٹیکنے دیا گیا۔ میں نے کہا۔ ہمارے ہاں یہ شرک ہے۔ اور ہم اس کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اس نے کہا۔ اگر آپ کے مذہب میں یہ بات ناجائز ہے۔ تو آپ نہ کریں۔ مگر میرے مذہب سے آپ کو کیا واسطہ۔ مجھے کیوں نہ متھا ٹیکنے دیا جائے۔ جب اس کا جوش ٹھنڈا ہوا۔ تو کہنے لگا۔ ہمارا آپ کے خاندان سے پرانا تعلق ہے۔ میرا باپ بھی آپ کے

دادا صاحب

کے پاس آیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ جب وہ آیا۔ تو میں اور میرا ایک بھائی بھی ساتھ تھے۔ اس وقت ہم چھوٹی عمر کے تھے۔ آپ کے دادا صاحب اس وقت افسوس سے میرے باپ کو کہنے لگے مجھے بڑا صدمہ ہے۔ اب میری موت کا وقت قریب ہے۔ میں اپنے اس لڑکے کو بہت سمجھاتا ہوں۔ کہ کوئی کام کرے۔ مگر یہ کچھ نہیں کرتا۔ کیا میرے مرنے کے بعد یہ اپنے بھائی کے ٹکڑوں پر پڑا رہے گا۔ پھر کہنے لگے۔ لڑکے لڑکوں کی باتیں مان لیتے ہیں اور ہم دونوں بھائیوں سے کہا۔ تم جا کر اسے سمجھاؤ۔ اور پوچھو۔ کہ اس کی مرضی کیا ہے۔ ہم دونوں بھائی گئے۔ دوسرے بھائی کو تو میں نے نہیں دیکھا وہ پہلے فوت ہو چکا تھا۔ مگر جس نے یہ بیان کیا۔ وہ مجھ سے ملتا رہتا تھا۔

اس نے بتایا۔ ہم آپ کے والد صاحب کے پاس گئے۔ اور جا کر کہا۔ آپ کے باپ کو شکوہ ہے۔ کہ آپ کوئی کام نہیں کرتے۔ نہ کوئی ملازمت کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے ان کے دل پر بہت صدمہ ہے۔ آپ ہمیں بتائیں۔ آپ کا ارادہ کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات سن کر فرمایا۔ بڑے مرزا صاحب خواہ مخواہ فکر کرتے ہیں۔ میں نے جس کا نوکر ہونا تھا۔ اس کا نوکر ہو چکا ہوں۔ ہم نے آکر بڑے مرزا صاحب سے کہدیا۔ کہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ مجھے جس کا نوکر ہونا تھا۔ ہو چکا۔ اس پر آپ کے دادا صاحب نے کہا۔ اگر وہ یہ کہتا ہے۔ تو ٹھیک کہتا ہے :۔

پھر جب دادا صاحب فوت ہو گئے۔ تو باوجود اس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ

دین کی طرف

اس قدر تھی۔ کہ بڑے بھائی سے جائداد وغیرہ کے متعلق کوئی سوال نہ کیا۔ آپ دن رات مسجد میں پڑے رہتے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ ان دنوں میں

بھنے ہوئے چنے

اپنے پاس رکھ لیا کرتا۔ اور آخری عمر تک باوجودیکہ بڑھاپا آگیا تھا۔ آپ کو چنوں کا شوق رہا۔ اور شاید یہ ورثہ کا شوق ہے۔ جو مجھے بھی ہے۔ اور مجھے دنیا کی بہت سی نعمتوں کے مقابلہ میں چنے اچھے لگتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے۔ کہ میں بھنے ہوئے چنے اپنے پاس رکھ لیتا۔ اور جب کئی دفعہ گھر سے کھانا نہ آتا۔ اور میں پوشیدہ طور پر روزے رکھتا۔ تو چنوں پر گزارہ کر لیا کرتا تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے

چھ ماہ تک متواتر روزے

رکھے۔ اس عرصہ میں بسا اوقات دو پیسے کے چنے منگوا کر آپ رکھ لیتے۔ تبلیغ اسلام کا شوق آپ کو شروع سے ہی تھا۔ ہندو لڑکوں کو آپ اپنے پاس جمع کر لیتے۔ اور ان سے مذہبی گفتگو کرتے رہتے

حافظ معین الدین صاحب

جو آپ کے خادم تھے۔ اور نابینا تھے۔ فرمایا کرتے۔ کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب گھر سے کھانا لانے کے لئے بھیجتے۔ تو بعض اوقات اندر سے عورتیں کہہ دیا کرتیں۔ کہ انہیں تو ہر وقت مہمان نوازی کی فکر رہتی ہے ہمارے پاس کھانا نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا کھانا دوسروں کو کھلا دیتے۔ اور خود چنوں پر گزارہ کرتے۔ اس حالت کا نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھینچا ہے۔ آج کی حالت تو آپ کے سامنے ہے۔ مگر جو حالت تھی۔ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے آپ نے ایک عربی شعر میں وہ نقشہ کھینچا ہے۔ فرمایا:۔

لفاظات الموائد کان اکلی ۔۔ وصرت الیوم مطعام الاہالی

یعنی اے لوگو۔ ایک وقت وہ تھا۔ کہ دستر خوان کے بچے ہوئے ٹکڑے مجھے ملتے تھے۔ مگر اب یہ حالت ہے۔ کہ سینکڑوں خاندانوں کو خدا تعالیٰ میرے ذریعہ رزق دے رہا ہے۔ کجا

وہ وقت

جبکہ حافظ معین الدین صاحب مرحوم کی روایت کے مطابق جب کوئی مہمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آتا - تو گھر کی مستورات اسے بوجھ سمجھتیں - اور کھانا دینے سے انکار کر دیتیں - اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باوجود اس کے کہ چھ ماہ تک آٹھ پہرے روزے رکھتے - اپنا کھانا مہمان کو دے کر اس حالت کی پردہ پوشی کرنی پڑتی - اور کجا

یہ وقت

کہ آج ہزارہا آدمی ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے یہاں آتے ہیں - اور ان کا رزق ان کے آنے سے پہلے ہی یہاں پہنچ جاتا ہے - رات اور دن کے چوبیس گھنٹوں میں ایک منٹ کے لئے بھی اس لنگر خانہ کی آگ سرد نہیں ہوتی جس کی خبر اس انسان کو دی گئی تھی جسے شام کے وقت آٹھ پہرہ روزہ افطار کرنے کے لئے بھی روٹی نہ ملتی تھی :- جانتے ہو -

یہ حالت کس طرح پیدا ہوئی

یہ تغیر کس طرح رونما ہوا - یہ تغیر انسانی تدابیر کی وجہ سے نہیں ہوا - اور نہ یہ حالت انسانی کوششوں کا نتیجہ ہے - کہ تم خیال کرو - تم بھی کچھ تدبیریں کر لوگے - اور موجودہ حالت کو نہ صرف قائم رکھ سکو گے - بلکہ بڑھا لوگے - یاد رکھو - اس بارے میں

کوئی انسانی تدبیر

کام نہیں دے سکتی - کوئی انسانی جدوجہد کام نہیں آسکتی - صرف ایک ہی چیز ہے جس سے آج کی ساری رونق قائم ہے - اور جس سے یہ رونق ترقی کر سکتی ہے - اور یہ چیز تقویٰ اللہ ہے - خدا تعالےٰ پر کامل توکل اور وثوق ہے - خدا تعالےٰ کے حضور دعائیں کرنا تیروں سے زیادہ نشانہ پر بیٹھتی ہیں - تلوار سے زیادہ کاری ہوتی ہیں - اور توپوں سے زیادہ دلوں کو اڑا دینے والی ہیں - میرے دوستو - غور تو کرو - اگر اس بزرگ کی

گوشۂ تنہائی کی دعائیں

جب ہمیں یہ دن نصیب کر سکتی ہیں - تو کیا ہم اس کی بھی اتباع کرتے ہوئے - اور اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خدا تعالےٰ کے حضور آہ و زاری کریں - اس کے آگے گڑگڑائیں - اس سے مدد طلب کریں - تو ہماری چیخ و پکار خدا تعالےٰ کے عرش پر جانے کی بجائے ناکام واپس آجائے گی - اور

نئی دنیا

پیدا کرنے کے قابل نہ ہوگی - میں نہ تو وعظ کی کوئی حقیقت سمجھتا ہوں - نہ تدابیر کے نتائج جانتا ہوں - میں تو یہ جانتا ہوں - کہ

آزمایا ہوا نسخہ

چھوڑنا نادانی ہے - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں

اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

ہم اور ہزاروں تدابیر کرتے ہیں - مگر آؤ - وہ نسخہ جس کے پھل ہم اپنی آنکھوں دیکھ رہے ہیں - وہ بھی آزمائیں - بلکہ وہی آزمائیں - خدا تعالےٰ کے آگے عاجزی اور انکسار سے گر جائیں - اور کہیں ہمیں طاقت عطا کر کہ ہم طاقت

ہم اس سے مدد مانگیں - اور التجا کریں - کہ ہماری کمزوریوں کو دور کر دے ہم اس کے آستانے پر گریں - اور اپنے نفسوں کو ذبح کر کے اس سے

دائمی حیات

طلب کریں - یاد رکھو - جو اس کے آگے گر جائے - اسے وہ رد نہیں کرتا - لوگ کہتے ہیں - میں نہیں جانتا - میں نے تو کبھی گھر سے باہر شیر نہیں دیکھا کہ جو شیر کے آگے گر جائے - اس پر شیر حملہ نہیں کرتا - اگر یہ درست ہے تو وہ جو شیروں کا پیدا کرنے والا خدا ہے - اس کے آگے عجز اور انکسار سے گرنے والے کی پکار وہ کیوں نہ سنے گا - ہمارے سپرد

نہایت ہی عظیم الشان کام

کیا گیا ہے - ایسا عظیم الشان جو دل کو ہلا دینے والا ہے - جس کا قیاس بھی دل کو بٹھا دیتا - اور جس کا خیال بھی لرزہ بر اندام کر دیتا ہے - ایک نعمت تھی - جو آسمان سے اتری - ایک نور تھا - جو عرش سے نازل کیا گیا - مگر دنیا نے اس کو دیکھا نہیں - اسے سمجھا نہیں - اس کی قدر نہیں کی - بلکہ آج

دنیا کے نزدیک

(نعوذ باللہ) بدترین وجود وہی وجود ہے - جسے خدا تعالےٰ نے سب کا سردار بنا کر بھیجا - یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم - ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو اگر گالیاں دینے کی سوجھتی ہے - تو وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک کو اس کے لئے چن لیتے ہیں - اس کے بعد دوسرا بدترین وجود (نعوذ باللہ) وہ ہے - جس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کو قائم کیا - کوئی گالی اور کوئی برا کلمہ نہیں - جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف استعمال نہ کیا جاتا ہو - اور اس سے

ہمارے سینوں کو چھلنی

اور ہمارے قلوب کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کیا جاتا ہو - اس کے مقابلہ میں ہمارے پاس کیا ہے جس سے دنیا کے دلوں کو صاف کر کے - اور لوگوں کی آنکھوں کو منور کر کے اس قابل بنا سکیں - کہ وہ صداقت کو قبول کر لیں - ہم تو ان لوگوں کے لئے بد دعا بھی نہیں کر سکتے - کیونکہ وہ ہمارے بھائی ہیں - اور ہمارا فرض قرار دیا گیا ہے - کہ ہم ان کی اصلاح کی کوشش کریں اس وجہ سے ہماری حالت گونہ مشکل وگرنہ گونہ مشکل کی مصداق ہے یہ دنیا نہ تو ہمارے لئے رہنے کی جگہ ہے - اور نہ چھوڑنے کی - پس آؤ -

خدا تعالےٰ کے آگے جھکیں

اور اس سے مدد طلب کریں - وعظ بھی ہوتے رہیں گے - اور لیکچر بھی ہو جائیں گے - مگر آؤ - سب سے پہلے خدا تعالےٰ کے حضور جھکیں - اور کہیں - خدایا یہ ہمارے لئے نہایت ہی

بے کسی اور بے بسی کا زمانہ

ہے - جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے - اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق اس کے کرنے کی ہم کوشش کرتے ہیں - مگر یہ ہماری ہمت اور طاقت کے کرنے کا کام نہیں ہے - ہم تو اپنی جانوں کو بھی سہارا نہیں دے سکتے کجا دوسروں کو سہارا دے سکیں - پس اے ازلی ابدی خدا آسمان سے

سے اتر - اور ہمارے بازوؤں میں طاقت عطا فرما - اور ہمیں سہارا دے اے رحمٰن جس نے بیان اتارا - ہمارے قلوب کو طاقت دے - اے قدوس خدا - ہمیں پاکیزگی کی چادر پہنا - ہماری کمزوریوں کو دور کر - اور ہمارے نقائص کو مٹا دے - تاکہ ہم کسی کے لئے

ٹھوکر کا باعث

نہ ہوں - اے بادشاہ جہاں دنیا اپنی خوبصورتی سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے - ہمیں بھی کھینچتی رہتی ہے - اپنی خوبصورتی کو ظاہر کر کے اور اپنا ایسا جلوہ دکھا - کہ لوگوں کے قلوب اس طرف مائل ہو جائیں اے خدا ہر دل اور ہر قلب میں تیری محبت ہو - ہم تیرے نام کو روشن کرنے والے ہوں - اور ہمارے وجود بھی روشن ہوں - اے ہمارے رب وہ لوگ جو تیرے محبوب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتے - اور تیرے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برا بھلا کہتے ہیں اور ہمارا دل دکھاتے ہیں - ان کے قلوب میں بھی ایسا تغیر پیدا کر دے کہ ہم انہی کے مونہہ سے درود و صلوٰۃ سنیں - اے خدا دشمنوں کو دوست بنا دینا تیرا ہی کام ہے - تو آ - اور ہمارے دشمنوں کو ہمارا دوست بنا دے - اور اگر ہمارے دل میں کسی کے متعلق

کینہ یا کپٹ

ہو - تو اس کو دور کر دے :-

پس آؤ - ہم اس نسخہ کو آزمائیں - یعنی خدا تعالےٰ سے دعا کریں اور اسی سے ہر قسم کی مدد چاہیں - کہ یہ خدا تعالےٰ کے قرب کے حصول کے دن ہیں :-

اس موقعہ پر میں

ایک اور بات

کہنا چاہتا ہوں - اور وہ یہ کہ آج کل رمضان کے دن ہیں اس وجہ سے یہاں کے دوست دن رات کام کر رہے ہیں - چھوٹے چھوٹے بچے بھی رات کے دو بجے اٹھتے ہیں - کیونکہ مہمان روزے بھی رکھتے ہیں - اور ان کو

سحری کے وقت کھانا

کھلانا ہوتا ہے - باہر سے آنے والے دوست جہاں کوئی کوتاہی دیکھیں - درگزر کریں - اور اگر قابل اصلاح سمجھیں - تو لکھ کر میرے دفتر میں یہ الفاظ درج کر کے کر

شکایت متعلق انتظام جلسہ

میرے دفتر میں جس وقت بھی چاہیں - دیدیں - وہ مجھے پہنچ جائے گی - اور اس کے متعلق ہر ممکن اصلاح کی کوشش کی جائیگی - میں نے پہلے کسی جلسہ کے موقعہ پر جلسہ میں کام کرنے والوں کی بریت نہیں کی لیکن اب کے کرتا ہوں کیونکہ میں ڈرتا ہوں - کہ سردی کی شدت اور کام کی کثرت کی وجہ سے کوئی جان نہ جاتی رہے جس قدر کام کا بوجھ ان دنوں پڑ رہا ہے - وہ انسانی طاقت کے لحاظ سے ناقابل برداشت ہے - مگر خدا تعالےٰ ہی ہمت دیتا ہے - کام کرنے والے بھی سمجھتے ہیں - کہ اگر کوئی خدمت کرتا ہوا فوت ہو گیا - تو اسے

شہادت کا درجہ

مل گیا - اور جو زندہ رہے - تو ثواب حاصل ہو گیا - اور میں کچھ نہیں کہتا

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رمضان کے مبارک ایام سے فائدہ اٹھاؤ

از حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب

فرمودہ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۳ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

انسان دنیا میں

خطرات سے گھرا ہوا

ہے۔ اس کے آگے بھی پیچھے بھی دائیں بھی بائیں بھی خطرات ہیں بلکہ اس کا اندر بھی خطرات سے بھرا ہوا ہے۔ انسان کا جسم ایسے طور پر بنایا گیا ہے۔ کہ پیدا ہوتے ہی بلکہ رحم مادر سے ہی بیماریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ اور وہ اس کے ہر عضو میں پیدا ہو سکتی ہیں اور ایسے طور پر پیدا ہوتی ہیں۔ کہ انسان کو علم بھی نہیں ہو سکتا

ہسپتال میں

جا کر بیماروں کو دیکھو۔ تو معلوم ہو۔ ہمارے جیسے ہی انسان کیسے مصائب میں مبتلا ہیں۔ ایسی ایسی بیماریاں ہیں کہ کوئی انسانی تدبیر ان سے بچا نہیں سکتی۔ جب سے انسان پیدا ہوا ہے۔ اس وقت سے لے کر

اس وقت تک کا تجربہ

بتاتا ہے۔ کہ کوئی تدبیر ایسی نہیں۔ جو انسان کو محفوظ رکھ سکے اور یہ صرف مصائب کا ایک سلسلہ ہے۔ پھر بیرونی طور پر بھی انسان پر مصائب آ سکتے ہیں۔ اور ہر ساعت آ سکتے ہیں۔ جن کا پیشتر اس کو علم بھی نہیں ہو سکتا۔ پھر مالی مشکلات ہیں۔ پھر بعض اوقات انسان کی عزت خطرہ میں ہوتی ہے۔ غرضکہ

مصائب کی کوئی حدبندی نہیں

اور انسان کے اپنے نفس کے مصائب کا ہی کوئی شمار نہیں۔ مگر اس کے علاوہ بچوں کی بیوی اور رشتہ داروں کی تکالیف ہیں جو اسے پریشان کر دیتی ہیں۔ جن کے دکھ سکھ میں انسان شریک ہوتا ہے۔ بچہ تکلیف میں ہو۔ تو والدین ویسی ہی تکلیف میں ہوتے ہیں۔ جیسی اپنے نفس کو تکلیف ہو۔ پھر دوسروں سے تعلقات ہوتے ہیں۔ اور انسان حسب تعلقات ان کے مصائب سے بھی تکلیف اٹھاتا ہے۔ غرض ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دنیا میں انسان پر

ہر طرف سے مصائب کا سلسلہ

ہے۔ اور کوئی ایسا علاج یا تدبیر نہیں۔ جو اسے محفوظ رکھ سکے بسا اوقات اسے علم تک نہیں ہوتا۔ کہ کیا مصیبت آنے والی ہے۔ پھر انسان ایسا کمزور ہے۔ کہ اگر علم ہو۔ تو بھی وہ مصائب سے محفوظ رہنے کا کوئی علاج نہیں کر سکتا۔ مگر بعض

مشکلات و مصائب

اچانک آتے ہیں۔ اور ایسے فتنے پیدا ہو جاتے ہیں۔ کہ انہیں دور کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب انسان کا یہ حال ہے۔ تو آخر

اس کا علاج کیا ہے

اس کا واحد علاج یہی ہے۔ کہ اس ذات سے امداد طلب کی جائے۔ جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے۔ کوئی چیز اس کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کر سکتی۔

ہر بات کا فیصلہ

پہلے آسمان پر ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد وہ زمین پر ہوتی ہے۔ اس لئے مصائب اور مشکلات سے بچنے کا

واحد علاج

یہی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ سے مدد مانگی جائے۔ اور صرف یہ نہیں۔ کہ مصیبت میں مبتلا ہونے پر اس کی طرف توجہ کی جائے۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ

مصیبت سے پہلے

ہی اس سے امداد طلب کی جائے۔ تاکہ وہ ہر قسم کے مصائب سے محفوظ رکھے۔ اور ہر طرح کی مشکل سے نجات دے۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو ایسا عاجز بنایا ہے۔ کہ وہ ہر آن اس کی

توجہ اور امداد کا محتاج

ہے۔ اور وہ چاہتا ہے۔ کہ میرا بندہ ہر آن میری طرف متوجہ ہو اور زاری کرتا رہے۔ اس لئے اس نے اسے بنایا ہی ایسا ہے۔ کہ وہ ایک لمحہ بھی گذارہ نہیں کر سکتا۔ اگر اس کا فضل اس کے شامل حال نہ ہو۔ پس چاہیئے۔ کہ انسان ہر آن

خدا تعالےٰ سے دعا

مانگتا رہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ آپ ہر وقت اٹھتے۔ بیٹھتے۔ سوتے جاگتے۔ دعائیں کرتے رہتے تھے۔ ہمیں بھی چاہیئے۔ ہمیشہ اسباب کو پیش نظر رکھیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمونہ موجود ہے۔ کہ آپ کس طرح مصائب سے بچنے کے لئے ہر وقت استغفار کرتے رہتے تھے۔ انسان پر جو ذلت کے عذاب آتے ہیں۔ وہ

اپنے عملوں کا نتیجہ

ہی ہوتے ہیں۔ پس چاہیئے۔ کہ انسان اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا رہے۔ کہ وہ اسے گناہوں سے بچائے۔ اور جو گناہ سرزد ہو چکے ہوں۔ ان کے عواقب سے محفوظ رکھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری دعائیں ہم تک نہیں پہنچیں۔ مگر جو پہنچی ہیں۔ وہ بتاتی ہیں۔ کہ آپ کی کوئی گھڑی دعا سے خالی نہ تھی۔ پس مصائب سے بچنے کا یہ طریق ہے۔ کہ ان دعاؤں کو سیکھیں۔ اور انہیں پڑھتے رہیں؛

اس کے علاوہ ایک اور بات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں سکھائی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ نماز

دعا کرنے کا ایک اعلیٰ ذریعہ

ہے۔ پس مسنون دعاؤں کے علاوہ ہمیں چاہیئے۔ کہ نماز میں اپنی زبان میں بھی دعا کریں۔ اور ہر آن اور ہر حالت میں خدا تعالےٰ کو یاد رکھیں۔ اللہ تعالےٰ نے

مومن کی تعریف

یہ فرمائی ہے۔ کہ یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبھم دنیا میں انسان کی یہی تین حالتیں ہو سکتی ہیں۔ وہ یا تو بیٹھا ہوگا۔ یا کھڑا یا لیٹا ہوا۔ ان سب حالتوں میں خدا تعالےٰ کو یاد کرنے کا حکم ہے۔ پس چاہیئے۔ کہ کوئی ایک گھڑی بھی ہم اس سے غافل نہ ہوں۔ خاص کر یہ مہینہ جو

برکات کا مہینہ

ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے بھیجا ہے۔ اس کی ہر ساعت اور ہر گھڑی مبارک ہے۔ اس مہینہ میں اللہ تعالےٰ اپنا دربار لگاتا ہے۔ تاکہ جس نے کچھ مانگنا ہو۔ مجھ سے مانگے۔ پس چاہیئے۔ کہ ان

مبارک ایام سے فائدہ اٹھائیں

یہ بہت ہی افسوس کی بات ہوگی۔ اگر ہم ان گھڑیوں کو ضائع کر دیں۔ اور ان سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ اور خالی ہاتھ رہیں ؛

انسان کو دنیا میں کئی قسم کے کام ہوتے ہیں۔ مگر وہ

کام کے وقت بھی دعا

کرسکتا ہے۔ پس چاہیئے۔ کہ ہم اس مہینہ میں خصوصیت سے اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوں۔ اور فضول باتیں نہ کریں۔ زیادہ باتوں سے بھی انسان پر غفلت طاری ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ کم ہوتی ہے۔ اس لئے

غیر ضروری باتوں سے پرہیز

کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اذا سالك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان کہ جب میرا بندہ مجھے پکارے۔ تو میں اس کی پکار کو سنتا ہوں۔ اور قبول کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر بتایا۔ کہ یہ مہینہ

خاص طور پر دعاؤں کی قبولیت

کا ہے۔ روزہ ایک حق ہے جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اس مہینہ میں ہم جو دعائیں کریں۔ وہ ہمیشہ کے لئے جاری رکھیں۔ انہیں ترک نہ کریں۔ یہی اللہ تعالےٰ کا منشاء ہے۔ اور اسی میں انسان کا بچاؤ ہے۔ وگرنہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم۔ خدا کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ کہ تم اسے یاد کرو یا نہ کرو۔ اس میں تمہارا اپنا ہی فائدہ ہے۔ انسان تو عاجز ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ اسے اس کے حال پر چھوڑ دے۔ تو اس کی کیا حالت ہو۔ اور وہ کیسی ہلاکت میں پڑ جائے۔ ذرا غور کرو۔ اگر

بچہ کی نگرانی

اس کے ماں باپ چھوڑ دیں۔ تو اس کی کیا حالت ہو۔ اور انسان تو اللہ تعالےٰ کے حضور بچہ سے بھی زیادہ عاجز ہے۔ پس چاہیئے کہ اس سے دعا کی جائے۔ کہ وہ حافظ و ناصر ہو۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق دے ؛

ایک بات

میں اور بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنی۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ انسان کو چاہیئے۔ کہ ہر رمضان میں یہ عزم کرلے۔ کہ اپنی کسی

ایک بدی یا کمزوری

کو ترک کر دے گا۔ اور اسی طرح ہر سال اپنی اصلاح کرتا رہے۔ اپنی کمزوریوں کو معلوم کرنا بھی بہت مشکل ہے۔ اس کے لئے اپنے نفس کا مطالعہ کرتے رہنا چاہیئے۔ اور پھر فیصلہ کر لینا چاہیئے۔ کہ میں فلاں کمزوری کو اس رمضان میں دور کر دوں گا۔ اور اس سے نفس کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ہر نیکی کے کرنے اور ہر بدی سے بچنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

علمائے زمانۂ حال کی افسوسناک مذہبی حالت

کتب احادیث اور اسلاف کی تحریروں میں تحریف کرنیوالے لوگ

علماء کا مذہبی انحطاط

مسلمانوں کی مذہبی حالت کے ابتر ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ کہ جن لوگوں کو انکی قیادت کا دعوےٰ ہے اور جو ان کے دینی و دنیوی راہ نما کہلاتے ہیں۔ وہ اخلاقی لحاظ سے حد درجہ پستی میں گرے ہوئے اور نہایت ہی افسوسناک افعال کے مرتکب دکھائی دیتے ہیں۔ نہ صرف دنیاوی امور میں بلکہ دینی معاملات میں بھی دھوکہ فریب سے باز نہیں آتے۔ اور اس طرح چاہتے ہیں۔ کہ عوام کو صحیح راستہ سے گمراہ کرکے اپنے دام تزویر میں چھپائے رکھیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے مسلمانوں کے اس مذہبی انحطاط کو اس وقت اپنی روحانی آنکھ سے دیکھا۔ جبکہ کسی اور کے وہم و گمان میں بھی نہ آسکتا تھا۔ کہ اسلام میں ایسے موجب ننگ و عار عوام نہیں۔ بلکہ علماء پیدا ہوسکیں گے۔ چنانچہ آپ نے ان علماء کی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا۔ کہ علماءھم شر من تحت ادیم السماء یعنے اس زمانہ کے علماء روئے زمین پر بدترین مخلوق ہوں گے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے۔ یاتی علی الناس زمان لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہ ولا یبقیٰ من القراٰن الا رسمہ۔ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ (مشکوٰۃ کتاب العلم) یعنے ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آنے والا ہے۔ جبکہ اسلام میں سے بجز اس کے نام کے اور کچھ باقی نہ رہے گا۔ اسی طرح قرآن رسمی طور پر رہ جائے گا۔ حقیقت لوگوں کے قلوب سے اٹھ جائے گی۔ مسلمانوں کی مسجدیں بظاہر آدمیوں سے بھری ہونگی مگر خشیت۔ محبت الٰہی۔ تبتل اور تضرع رکھنے والوں کے لحاظ سے خالی ہوں گی ؛

ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک صحابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیف یذھب العلم ونحن نقرأ القراٰن ونقرئہ ابناءنا ویقرئہ ابناءنا ابناءھم الیٰ یوم القیامۃ فقال ..... اولیس ھذہ الیھود والنصاریٰ یقرؤن التوراۃ والانجیل لا یعملون بشیء مما فیھما یعنے علم دنیا سے کس طرح اٹھ جائے گا۔ جبکہ ہم قرآن پڑھ رہے ہیں۔ پھر ہم اپنی اولاد کو پڑھائیں گے۔ ہماری اولاد اپنی اولاد کو پڑھائیگی اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اگر قرآن پڑھانے سے ہی دنیا میں قائم رہ سکتا ہے۔ تو کیا یہود و نصاریٰ تورات و انجیل نہیں پڑھتے حالانکہ ان پر عمل نہیں کرتے۔ ان الفاظ میں بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی حقیقت بیان فرمائی۔ کہ قرآن کے الفاظ اگرچہ دنیا میں موجود ہوں گے۔ مسلمان اپنی اولادوں کو پڑھائیں گے بھی۔ مگر قرآن کی روح دنیا سے مٹ جائے گی۔ وہ قرآن پڑھیں گے مگر اس پر عمل نہیں کریں گے ؛

اسی مفہوم کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور حدیث بھی ادا کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ لتتبعن سنن من کان قبلکم شبراً بشبرٍ و ذراعاً بذراعٍ حتیٰ لو دخلوا حجر ضب تبعتموھم قیل یا رسول اللہ الیھود والنصاریٰ قال فمن (مشکوٰۃ باب تغیر الناس)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کی کامل پیروی کروگے۔ یہاں تک کہ اگر وہ سوسمار کے بل میں داخل ہوئے۔ تو تم بھی اس میں داخل ہوگے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ کیا پہلے لوگوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اور کون

ایک اور موقعہ پر رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ان الدین بدء غریباً سیعود غریباً (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ) یعنے اسلام جب شروع ہوا۔ تو اس وقت بھی اس کی مسافرانہ حالت تھی یعنے بہت کمزور تھا۔ اور آخری زمانہ میں بھی اس کی یہی حالت ہو جائیگی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان احادیث سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ امت محمدیہ پر ایک ایسا زمانہ آنے کی آپ نے پیشگوئی فرمائی ہے۔ جو اپنی گمراہی کے لحاظ سے

اس قدر خوفناک ہوگا۔ کہ مسلمان دین اسلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہوئے ہمرنگ یہود بن جائیں گے۔ ہدایت سے دور ہو جائیں گے۔ اور یہودیت کی علامات ان میں نظر آئیگی

مسلمانوں کی ذلت و نکبت پر اخبارات کی شہادتیں

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس انذاری پیشگوئی کے عین مطابق آج مسلمانوں پر وہ زمانہ آچکا ہے۔ جبکہ قرآن ان کے دلوں سے اٹھ چکا۔ حقیقت اسلام مفقود ہوگئی۔ اور وہ صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ یہ صرف ہمارا خیال نہیں۔ بلکہ وہ خود پکار پکار کر اس حقیقت کا اعتراف کر رہے ہیں۔

چنانچہ اخبار "انقلاب" ۱۳ر اکتوبر ۱۹۳۳ء لکھتا ہے :-

"مسلمانوں میں جاہل اور کندہ ناتراش واعظوں کی کثرت ہے۔ جو قرآن و حدیث سے قطعاً بے خبر ہیں۔ اور اپنے وعظوں میں محض غلط روایات منکرات اور لغویات بیان کرتے ہیں"

اخبار "اتحاد" پٹنہ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۳۳ء لکھتا ہے :-

"نام نہاد پیروں کی حالت پر غور فرمائیں۔ ان میں سے اکثر سال بھر بیکار پھرتے ہیں۔ غریبوں کو لوٹتے ہیں۔ سجدے کراتے ہیں۔ شرک و بدعات میں غرق ہیں۔ کھلے بندوں شراب پیتے ہیں۔ اور بدکاری میں پکڑے جاتے ہیں۔ یہی حال اس قوم کے عالموں اور پیروں کا ہے۔ فرقہ بندی نے انہیں اصلاح حال کے خیال سے بالکل غافل کر دیا ہے۔ وہ قوم کی اخلاقی تباہی سیاسی بے بسی اور تبلیغی اور تنظیمی پس ماندگی کی طرف آنکھ اٹھاکر بھی نہیں دیکھتے۔ انہوں نے اپنی الگ الگ ریاستیں قائم کر رکھی ہیں۔ اور چند فروعی مسائل پر جنکا عملی زندگی اور بقائے مذہب سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ وہ مسلمانوں کو لڑاتے۔ اور اپنی پیشوائی کو قائم رکھتے ہیں"

"اس وقت مسلمانوں کے سامنے ترکوں کی مثال موجود ہے۔ انہوں نے اپنے علماء کے وظیفے قانوناً بند کر دیئے ہیں۔ انہیں خانقاہوں اور گدیوں سے اٹھا دیا ہے۔ ان کے زاویے توڑ دیئے ہیں۔ جبے اور عمامے چھین لئے ہیں۔ ترکوں کا بیان ہے۔ کہ اس تباہی کی ذمہ داری خود علماء کی اپنی تباہ کاری اور غفلت و جمود پر ہے"

"ہندوستان کے فرقہ پرست علماء کا بھی ایک دن یہی حشر ہوگا۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ وہ رفع یدین آمین سماع موتےٰ ایسے فروعی مسائل کے نام پر زیادہ دیر تک مسلمانوں میں فرقہ بندی قائم رکھ سکیں۔ اور اپنی پیشوائی کے لئے ایک جماعت کو دوسری جماعت سے لڑاتے رہیں۔ شیعہ سنی اور حنفی وہابی کے اختلافات نے قوم کو تباہ کر دیا ہے۔ اور وہ وقت قریب ہے۔ جبکہ تباہ ہونے والے بیدار ہوں گے"

اخبار ہند جدید لکھتا ہے :-

"بنگال میں پیروں اور مولویوں کا ٹڈی دل مسلمانوں کو لوٹتا پھرتا ہے۔ طرح طرح کی بداخلاقیاں اور خرافات ان میں پھیلا رہا ہے۔ مرغیاں بلکہ انڈے تک ذبح کرنے کے لئے پڑھی ہوئی چھریاں فروخت کرتا ہے۔ اور یہ کہ بنگال کے بعض علاقوں کے مسلمان اپنی مسجدوں کو گوبر سے لیپتے اور کہیں کہیں مسجدوں میں بت بھی رکھتے ہیں۔ ندیا مرشد آباد، جسرہ زنگپور اور کوچ بہار وغیرہ علاقوں میں فقیروں کا ایک فرقہ مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کرتا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ فرقہ اسلام سے قطعاً مرتد ہے۔ بلکہ اس کی مقبولیت اسلام پر کاری ضرب ہے۔ اس فرقہ کا نام بادل فقیر ہے۔ اور وہ دین اسلام کے نام پر ایسی ایسی حیا سوز اور خلاف انسانیت حرکتوں کو عبادت سمجھتا ہے جن کا ذکر بھی شریف آدمی کے لئے مشکل ہے۔ یہ فرقہ اسلام کا مدعی ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ قرآن مجید میں نہیں چالیس پارے تھا۔ اور یہ کہ دس گمشدہ پارے اس کے پاس سینوں میں محفوظ ہیں۔ اور حضرت علی سے سینہ بسینہ اس کے بانی لالن شاہ تک پہنچے۔ اور لالن شاہ نے یہ پارے اپنے مریدوں کے سینوں میں منتقل کر دیئے ہیں۔ لالن شاہ کی نسبت معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ ندیا میں پچاس سال ہوئے ظاہر ہوا۔ اور بادل فقیر کا عجیب فرقہ اسی نے قائم کیا۔ ان کے نزدیک فطرت کی سب سے بڑی نعمتیں چار ہیں۔ اور یہی چار نعمتیں انسان میں معرفت پیدا کرتی ہیں (۱) پیشاب (۲) پاخانہ (۳) حیض کا خون (۴) نطفۂ انسانی ان کے نزدیک چونکہ یہ نجاستیں فطرت کی سب سے بڑی نعمتیں اور حصول معرفت کا ذریعہ ہیں۔ اس لئے آدمی کو چاہیئے۔ کہ انہیں ہمیشہ زیادہ سے زیادہ کھاتا رہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ کہ یہ کس قدر جہالت کی بات ہے۔ کہ جو چیزیں خدا نے آدمی کو اس کی پیدائش ہی کے ساتھ بخش دی ہیں۔ اور جن سے وہ زندہ رہتا ہے۔ بلکہ جن سے اس کا وجود ہوا۔ اور بطن مادر میں جن سے اسے غذا ملی ہے۔ انہیں نجس قرار دیا جائے۔ یہ لوگ ان غلاظتوں کو روز کھاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ساتھ ناریل کے چھلکے کا پیالہ رکھے۔ اور صبح اٹھ کر پہلا پیشاب اسی میں کر کے پی جائے۔ ہر مہینہ کی چودھویں رات انکی بول چال میں مہور شب کہلاتی ہے۔ اور ان کی عید ہے۔ اس رات یہ لوگ مرد اور عورت سب جمع ہوتے ہیں۔ اجتماع کی جگہ پر آٹا بچھا دیا جاتا ہے۔ پھر یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کی غلاظتیں کھاتے پیتے ہیں۔ اس کے بعد گانا شروع ہوتا ہے اور شرابیں پینا شروع کر دیتے ہیں۔ جب خوب مست ہو جاتے ہیں۔ تو مرد و عورت سب برہنہ ہو جاتے ہیں۔ اور روشنی گل کر کے بدکاری میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ بدکاری کے بعد تمام نطفے جو نیچے ہوئے آٹے میں جذب ہو چکے ہوتے ہیں۔ انہیں آٹے کے ساتھ بڑے اہتمام سے اٹھا لیا جاتا ہے۔ اور اسی آٹے کی روٹی پکائی جاتی ہے۔ جسے سب بڑے شوق سے کھاتے ہیں صرف نوجوان عورتیں ہی اس عید میں شریک ہو سکتی ہیں۔ جوانی سے اتری ہوئی عورتوں کے لئے شرکت جائز نہیں۔ اس فرقہ میں عیاشی کو عبادت سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے نوجوان اس میں خوشی خوشی داخل ہو رہے ہیں"

(پرتاپ ۱۵ر اکتوبر بحوالہ ہند جدید)

یہ وہ عبرتناک حالت ہے۔ جس میں آج مسلمان اور ان کے عمائد گرفتار ہیں۔ اسے دیکھتے ہوئے کون شخص اس امر کو تسلیم نہیں کرے گا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسلمانوں کی ابتر حالت کے متعلق پیشگوئیاں پوری ہو چکیں۔ اور مسلمانوں کے علماء حقیقت میں شر من تحت ادیم السماء کے مصداق بن گئے ؛

مولوی ثناء اللہ صاحب کا اقرار

مسلمانوں کی یہ عبرتناک مذہبی حالت اس قدر واضح ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی لکھنا پڑا

" وہی عقائد باطلہ جن کی تغلیط کے لئے خدا نے ہزارہا انبیاء بھیجے تھے۔ ان نام کے مسلمانوں نے اختیار کر لئے ہیں"

(تفسیر ثنائی جلد اول ص ۹)

" ایسے افعال شنیعہ اور اطوار قبیحہ مسلمانوں میں بھی عام طور پر مروج ہو گئے ہیں۔ کتاب اللہ قرآن کریم چھوڑ کر نبذوا کتاب اللہ وراء ظهورهم کے مصداق بن رہے ہیں جھوٹی روایات اور قصص واہیات کے بیان کا موقعہ اب ہمارے ممبر ہیں۔ قرآن کریم جو عین وعظ تھا۔ اور وعظ کے لئے ہی اترا تھا۔ اور اسے ہی حضور اقدس فداہ روحی ہمیشہ اپنے خطبوں میں پڑھ کر لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے۔ اس کی یہ حالت ہے کہ خطبوں میں بھی اس کو جگہ نہیں ملتی۔ وہ جگہ بھی مروج خطب مصنفہ نے کہ جن میں بعض نظم اور بعض نثر ہیں۔ اپنے لئے مخصوص کر لی ہے۔ ہاں تبرکاً اگر کوئی آیت مونہہ سے نکل جائے۔ تو اور بات ہے۔ واحسرتا اس روز ہم کیا جواب دیں گے۔ جب ہم پر اس مضمون کی نالش ہو جاوے گی۔ وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورا" (تفسیر ثنائی جلد ۱ ص ۲۲)

اسی طرح اہلحدیث نے ایک دفعہ یہ شعر لکھا۔

مولوی اب طالب دنیائے جیفہ ہو گئے
وارث علم پیمبر کا پتہ لگتا نہیں (۲۱ر مئی ۱۹۲۶ء)

پھر لکھا :- "آہ ہم کیا ہیں۔ ہم وہ ہیں۔ کہ ہمارے قوٰی سلب ہو چکے بہادری عنقا ہو چکی۔ اعضاء کمزور ہو چکے۔ حقانی تڑپ ہمارے دلوں سے معدوم ہو چکی بلکہ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ تمام اعضاء مر چکے۔ فقط ایک دہن اور اسمیں زبان باقی ہے"

(اہلحدیث ۱۴ر مارچ ۱۹۳۰ء)

یہود بننے کا اعتراف

یہ شہادات اگرچہ مسلمانوں کی مذہبی حالت کے ابتر ہونے کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں۔ مگر اس میں ایک اور شہادت کا بھی اضافہ کیا جاتا ہے جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب جماعت احمدیہ کے ایسے اشد معاند نے بھی اعتراف کیا ہے۔ کہ مسلمان یہود صفت بن چکے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

"نام کے بنی اسرائیل تو آنکھ سے اوجھل ہو گئے۔ اور صفحۂ دنیا سے نام غلط کی طرح مٹ گئے۔ مگر آہ کام کے بنی اسرائیل اب بھی موجود و ترقی پذیر ہیں۔ ہم نے سجادہ نشینی کا فخر حاصل کیا۔ اور عنان اسرائیلی ہاتھ میں لے لی۔ اور اپنا گھوڑا گھوڑ دوڑ میں بنی اسرائیل سے بھی آگے بڑھا دیا۔ صادق اور مصدوق فداہ ابی و امی رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس قبل ہماری اس شہسواری اور گوئے سبقت کی پیش بینی کی ان الفاظ میں پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ یقیناً میری امت میں سے بھی لوگ ہو بہو بنی اسرائیل کی طرح افعال بد میں منہمک ہوں گے حتی کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے زنا کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ماں سے زنا کرنے والے موجود ہوں گے واقعہ یہ ہے۔ کہ آج ہم مدعی اہلحدیث بھی حذو النعل بالنعل بنی اسرائیل کی طرح ہر معاملہ میں مصلحت و دُور اندیشی ضرورت وقتی و پالیسی۔ زر پرستی۔ کاسہ لیسی خوشامد و چاپلوسی وغیرہ کو معبود برحق سمجھ کر اسی کی پوجا کرنے لگے" (اہلحدیث ۲۵ نومبر ۱۹۳۳ء)

مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس اقرار اور مسلمان اخبارات کے بیانات سے ثابت ہے۔ کہ آج خود مسلمانوں کو اعتراف ہے کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی کے مصداق بن چکے۔ اور اسلامی عادات و خصائل کو چھوڑ بیٹھے ہیں بے شک علماء آج بھی یہ دعوے کرتے ہیں۔ کہ وہ دین حنیف کے پاسبان اور امت محمدیہ کے نگہبان ہیں۔ مگر آئے دن ایسی حرکات کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ جو ان کی یہودیانہ خصلتوں کا ثبوت ہوتی ہیں:

یہودیوں کی ایک صفت

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے یہود کی ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ یحرفون الکلم عن مواضعہ یعنے وہ کلمات میں تحریف کر دیا کرتے تھے۔ تاکہ انہیں اپنے غلط عقائد کو صحیح قرار دینے کا موقعہ مل سکے اسی وجہ سے آج تورات و انجیل اپنی اصل شکل میں محفوظ نہیں۔ چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ضروری تھا۔ کہ مسلمان یہود کی اس خصلت کو اختیار کرتے۔ اس لئے آج افسوس کے ساتھ ہمیں یہ رنجدہ حقیقت بیان کرنی پڑتی ہے۔ کہ علماء کہلانے والوں نے یہ رنگ اختیار کر رکھا ہے۔ اس کے متعلق چند مثالیں اس وقت پیش کیجاتی ہیں۔

بخاری میں تحریف

بخاری جسے اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے۔ اس پر دست تحریف دراز کرنے کی مثال ملاحظہ ہو ہر وہ شخص جس نے سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر کا مطالعہ کیا جانتا ہے۔ کہ وفات مسیح کے ثبوت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توفی کے معنی قبض روح کے سلسلہ میں حضرت ابن عباس کی اس تفسیر کو اپنی کتب میں بارہا پیش فرمایا ہے جو انہوں نے متوفیک کا ممیتک کے الفاظ میں کی ہے۔ اور جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابن عباس بھی وفات مسیح کے قائل تھے۔ حضرت ابن عباس کی یہ تفسیر جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا۔ چونکہ حیات مسیح کے قائلین پر ایک خطرناک ضرب تھی۔ اس لئے علماء سو نے اسے اڑا دینا چاہا۔ چنانچہ بخاری کا ایک نیا ایڈیشن جو حال ہی میں شائع ہوا ہے۔ اس میں یہ الفاظ حذف کر دیئے گئے ہیں۔ مذہبی دنیا میں اس سے بڑھ کر اور کوئی بددیانتی نہیں ہو سکتی۔ کہ اسلاف کی کتب میں بالخصوص ایسی کتاب میں جسے مسلمانوں میں بہت بڑا درجہ حاصل ہے۔ تحریف کی جائے۔ اور اس لئے کی جائے کہ آئندہ آنے والی نسلیں ایک غلط عقیدہ کو ترک نہ کر سکیں۔ گو اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ ناممکن ہے۔ کہ حیات مسیح کا عقیدہ اب قائم رہے یقیناً اس پر موت طاری ہو چکی ہے۔ اور انشاء اللہ ایک دن یہ عقیدہ نسیاً منسیاً ہو کر رہیگا۔ مگر وفات مسیح کے عقیدہ کے خلاف قائلین حیات مسیح نے جو یہ ناجائز طریق اختیار کیا ہے۔ اسے کسی صورت میں جائز نہیں قرار دیا جا سکتا۔ جنہوں نے اس کا ارتکاب کیا ہے۔ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس پیشگوئی کو اور بھی واضح کر دیا ہے۔ کہ علماء اسلام یہود کے ہمرنگ ہو جائیں گے۔ جس طرح یہودی اپنی مذہبی کتب میں تحریف کرتے تھے۔ اسی طرح آج علماء کہلانے والے کر رہے ہیں:

شرح فقہ اکبر میں تحریف

اور دیکھئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک مشہور حدیث ہے جس میں آپ نے فرمایا۔ لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی یعنے اگر موسےٰ و عیسےٰ زندہ ہوتے تو انہیں بجز میری اطاعت کے اور کوئی چارہ نہ ہوتا۔ بعض احادیث میں صرف حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا اس طرح نام آتا ہے۔ لو کان عیسیٰ حیاً لما وسعہ الا اتباعی۔ یعنے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے۔ تو میری اطاعت کرتے۔ شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر میں یہی حدیث ہے۔ کہ لو کان عیسیٰ حیاً لما وسعہٗ الا اتباعی۔ مگر ہندوستان میں جب یہی شرح فقہ اکبر طبع کی گئی۔ تو اس وقت عیسےٰ کی جگہ موسےٰ لکھ دیا گیا۔ اور عبارت یوں بنا دی گئی۔ کہ لو کان موسیٰ حیاً لما وسعہ الا اتباعی یعنے اگر حضرت موسےٰ زندہ ہوتے۔ تو انہیں میری اطاعت کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔ یہ ان علماء کی حالت ہے۔ جو دین متین کے علمبردار بنے پھرتے ہیں۔ اور جو یہ کہتے ہوئے ذرہ نہیں شرماتے۔ کہ ہماری موجودگی میں کسی مامور من اللہ کی ضرورت نہیں:

شاہ رفیع الدین صاحب کے ترجمۂ قرآن میں تحریف

تیسری مثال ملاحظہ ہو۔ کہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ بہت مشہور ہے۔ اس میں خاتم النبیین کا ترجمہ انہوں نے "نبیوں کی مہر" کیا ہے۔ مگر اب جبکہ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے یہ امر پیش کیا جانے لگا۔ کہ خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی مہر کے ہیں۔ اور ان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اور آپ کی تصدیق کے ساتھ امت محمدیہ میں نبی آ سکتے ہیں۔ اور یہ معنے درست نہیں۔ کہ نبیوں کو ختم کرنے والا تو اس پر غیر احمدی علماء نے یہودیانہ فطرت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کے اس ترجمہ میں بھی تبدیلی کر دی۔ اور خاتم النبیین کے معنے نبیوں کو ختم کرنے والا لکھ دیئے۔

معراج نامہ قادری میں تحریف

اسی طرح ہمارے سلسلہ نے دنیا کے سامنے دلائل و بینات کی روشنی میں یہ امر پیش کیا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج جسمانی نہیں۔ بلکہ روحانی تھا۔ اس امر کے ثبوت میں قرآن و احادیث اور کتب اسلاف سے حوالجات پیش کئے جاتے ہیں۔ معراج نامہ قادری میں بھی اس امر کو تسلیم کرتے ہوئے کہا گیا تھا ؎

چپ محمد حرف نہ کیتا ستا نال غمی دے
دھانا روح جنابے خوابوں بت مکان زمیں دے

یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بے چینی اور اضطراب کی حالت میں خاموش سو گئے۔ اسی حالت میں بحالت خواب آپ کی روح جناب الٰہی کی بارگاہ میں پہنچی۔ اور جسم زمین پر ہی رہا۔ چودھویں صدی کے علماء نے اس شعر کو بھی معراج نامہ قادری سے اڑا دیا۔ اور اپنے زعم میں انہوں نے احمدیت پر عظیم الشان فتح حاصل کر لی۔

مسلمانوں کی حالت پر افسوس

اگر تحریف کرنے والوں کا یہ خیال ہو۔ کہ وہ اس طرح احمدیت کی ترقی کو روک سکیں گے۔ اور لوگوں کو قبول حق سے محروم کر دیں گے تو وہ یاد رکھیں۔ کہ احمدیت اللہ تعالےٰ کا لگایا ہوا پودہ ہے۔ اگر ایک کتاب بھی دنیا میں نہ رہے۔ تب بھی قرآن ہمارے ساتھ ہے اور قرآن وہ کتاب ہے۔ جس میں کسی انسانی طاقت کا کوئی دخل نہیں وہ خدا کی حفاظت میں ہے۔ اور کوئی نہیں جو خدا کی اس کتاب میں تحریف کر سکے:

مسلمان غور کریں

ان چند ایک مثالوں کو پیش کرتے ہوئے ہم مسلمانوں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ جن علماء کی دیانت و امانت کا یہ حال ہے۔ کب تک وہ

کنارسی رونس (رجسٹرڈ)

ایک نئی بہا تحفہ

اگر آپ اپنی صحت کی قدر کرتے ہیں اور اس کو ہمیشہ درست رکھنا چاہتے ہیں - اور اپنے آپ کو قوی اور مضبوط بنانا چاہتے ہیں - اگر آپ اپنی قوت کو بحال رکھنا چاہتے ہیں - اور اگر عورتیں اپنی مخصوص بیماریوں سے بچنا چاہتی ہیں - اور اولاد کو مضبوط اور توانا بنانا چاہتی ہیں - تو جلد سے جلد کنارسی رونس کا استعمال شروع کر دیں - اس کا استعمال آپ کو عیاں طور پر بتا دیگا - کہ یہ کس قدر بیش بہا چیز اور نعمت غیر مترقبہ ہے کنارسی رونس بڑے بڑے قیمتی اجزاء سے تیار کی گئی ہے ویسے تو ہر موسم میں استعمال کی جا سکتی ہے لیکن آج کل کا موسم بہ نسبت دوسرے موسموں کے زیادہ اچھا ہے پس جلد سے جلد آرڈر بھجوائیں - تاکہ موجودہ موسم سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت ایک شیشی عہ - تین شیشی للعہ - پیکنگ و محصولڈاک علاوہ -

دلکشا ہیر آئل (رجسٹرڈ)

یہ تیل تمام تیلوں کا سرتاج اور سب سے بڑھ کر فائدہ مند ثابت ہوا ہے اس کے فوائد کے اعتراف کرنے والے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۹۵ فیصدی ہیں - اور باقی جو ۵ فیصدی ہیں - ان کو محض گراں قیمت کی شکایت ہے - ورنہ فوائد سے ان کو بھی انکار نہیں - بس آپ کو چاہیئے کہ ہمیشہ اسی تیل کا استعمال کریں - زیادہ تفصیل کے لئے کارڈ لکھ کر فہرست مفت طلب کریں - قیمت فی شیشی ۸؍ اونس عہ - فی سیر ہعہ - نوٹ :- دو شیشیوں پر ایک شیشی کے برابر محصول لگتا ہے - پس آرڈر دیتے وقت اس کا خیال رکھا کریں - اس کے علاوہ ہمارا کارخانہ ہر قسم کے سستی قیمت والے تیل بھی تیار کرتا ہے - جو خالص اور عمدہ ہونے کے لحاظ سے دوسری جگہوں سے سستے سپلائی کرتا ہے مثلاً چنبیلی کا تیل - آملہ کا تیل - مولسری کا گلاب - سنگترہ وغیرہ یہ سب تلوں کے تیلوں میں تیار کئے جاتے ہیں - مٹی کا تیل وغیرہ یا کوئی ایسی ضرر رساں چیز نہیں استعمال کی جاتی - پس احمدی دوکانداروں کے لئے خاص طور پر موقعہ ہے - کہ وہ ہماری تمام چیزیں منگوا کر اپنی اپنی جگہ فروخت کریں -

دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان - پنجاب

محافظ اٹھرا گولیاں

قیمت میں خاص رعایت

اٹھرا کی مجرب و نیز استعمال شدہ و آزمودہ دوائی

بے اولادوں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں - یا قبل از وقت حمل گر جاتا ہو - یا بچے مردہ پیدا ہوتے ہوں - عوام اسے اٹھرا اور اطبا و ڈاکٹر اسقاط حمل یا مس کیرج کہتے ہیں - یہ سخت موذی اور تباہ کن مرض ہے - جس سے بے شمار گھرانے بے چراغ اور بے اولاد رہتے ہیں - ہم دعویٰ اور یقین کی بناء پر ببانگ دہل کہہ سکتے ہیں - کہ اس مرض کا اکسیر اور مجرب ترین علاج مالک دواخانہ رحمانی نے حضرت قبلہ جناب ارسطوئے زمان مولانا حکیم نور الدین شاہی طبیب سے سیکھ کر اور بحکم حضور محافظ اٹھرا گولیاں ایجاد کیں - اور گورنمنٹ آف انڈیا سے بطور احتیاط رجسٹرڈ کرالیں - تاکہ دیگر دوا فروشوں کی دست برد سے محفوظ رہ سکیں - اور تاکہ پبلک کسی دھوکہ باز کے دھوکہ میں نہ پھنس جائے - ہزاروں لوگوں کی یہ مجرب و آزمودہ گولیاں ہمارے دواخانہ سے قریباً گذشتہ پچیس برس سے زیر استعمال ہیں - جو سوائے ہمارے دواخانہ کے کسی دوسری جگہ سے اصل اور صحیح دستیاب ہونی ناممکن ہیں - ہمارے علاج سے ہزاروں مریضوں کو خدا کے فضل سے کامل شفا ہوئی ہے - جسے ہم تحدیث نعمت کے طور پر اپنے دواخانہ کے لئے موجب فخر گردانتے ہیں - ہر شخص جس کے گھر میں یہ موذی مرض لاحق ہو - وہ فوراً ہماری نایاب "محافظ اٹھرا گولیاں" طلب کر کے استعمال کرے - اور قدرت خدا کا زندہ کرشمہ دیکھے - مشک آنست کہ خود ببوید -

اصلی قیمت فی تولہ عہ - رعایتی عہ - علاوہ محصولڈاک - گیارہ تولے یکمشت منگوانے والے سے صرف ٹلے روپیہ علاوہ محصولڈاک (رعایتی قیمت صرف جلسہ سالانہ ۱۹۳۳ء کے آخر تک ہے)

نوٹ :- ہمارے دواخانہ سے تمام مجرب ادویہ برائے امراض زنان و مردان بچوں اور طاقت اور امراض چشم برعایت مل سکتی ہیں - آرڈر دیتے وقت بیماری کا مفصل حال تحریر کریں - اس دواخانہ کے سرپرست اور نگران حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں - لہذا تمام ادویہ صحیح اور کامل اور پوری احتیاط سے اور خالص طبی طریق پر تیار کی جاتی ہیں -

عبد الرحمٰن کاغانی اینڈ سنز "دواخانہ رحمانی" قادیان - پنجاب

عید کے تحفے

عید تک نصف قیمت پر خرید و بعد میں یہ موقع ہرگز نہ ملیگا - نیز اگر مال اصلی خالص ریشمی نہ ہو - تو بذریعہ دفتر اخبار ہمیں واپس کر دو -

	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
اصلی خالص ریشمی مشہدی لنگی درجہ خاص	دس روپیہ	پانچ روپیہ
اصلی خالص ریشمی مشہدی لنگی درجہ اول	آٹھ روپے	چار روپے
امیرانہ ریشمی سلکی مشہدی لنگی یا صافہ درجہ اول	پانچ روپے	اڑھائی روپے
چینی سوتی پشاوری لنگی درجہ خاص	چار روپیہ	دو روپے
کلاہ مخملی و زندار پشاوری فیشن درجہ اول	دو روپیہ	ایک روپیہ
کلاہ مخملی سلمہ ستارہ پشاوری فیشن درجہ خاص	چار روپیہ	دو روپیہ
امیرانہ بستر نما تولیہ پھولدار ۳ گز × ۱/۲ ۱ گز	پانچ روپیہ	ایک روپیہ

چھ اشیاء کے خریدار کو ایک چیز مفت انعام میں دی جائے گی -

ملنے کا پتہ :- علی برادر اینڈ کمپنی سوداگران لنگی پٹکہ لدھیانہ - انڈیا

فن خیاطی پر بہترین تصنیف

جس کو ایک احمدی نے احمدیوں کے لئے تیار کیا ہے - فن خیاطی پر ایک کتاب لکھی گئی ہے - جس کا نام مجموعہ حیات خیاطاں ہے - جس کو پڑھ کر ہر ایک شخص فن خیاطی کی حقیقت کو پا سکتا ہے - اور اس کتاب کا ہر ایک گھر میں ہونا بہت ہی مفید ہوگا - اس کتاب سے نہ صرف درزی ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں - بلکہ ہر عام و خاص کے لئے بھی مفید ہے - قیمت دو روپیہ ۸؍ - اس کتاب کا مصنف انگلستان میں ماسٹر کٹر ہو کر کئی سال کامیابی سے کام کر چکا ہے -

ملنے کا پتہ :- **کے - ڈین ماسٹر مال روڈ - لاہور**

الفضل میں اشتہار دے کر فائدہ اٹھائیے

جوانی کر ایام میں

صبح سے شام تک دماغی کام کرتے تھکتے نہ تھے طبیعت میں جوش اور دل میں امنگیں تھیں مگر اب تھوڑا سا کام کرنے سے سر چکراتا ہے - اور آپ کسی مقوی دوا کی ضرورت محسوس کرتے ہیں ہم آپ کو بیش قیمت ادویا کا مرکب مفرح حیات پیش کرتے ہیں - مفرح حیات اعصاب اور دماغ کو مضبوط بناتی ہے عام جسمانی کمزوری دور کر کے خون پیدا کرتی ہے فرحت و مسرت لاتی ہے - مردوں عورتوں کے لئے یکساں مفید ہے - قیمت ۲ روپے علاوہ محصول - پتہ - دواخانہ مفرح حیات محلہ دار البرکات قادیان -

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات

مؤکد بعذاب حلفیہ بیان

کمترین اپنی قبول احمدیت کی داستان تو پھر کسی وقت عرض کرے گا۔ بالفعل صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے وہ نشانات ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ جو میں نے قبول احمدیت سے قبل خود دیکھے یا دوسروں سے سنے۔ اور جنہوں نے مجھے منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے خضر راہ کا کام دیا۔ ؁

کمترین کو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ساتواں سال ہے۔ ۱۹۲۷ء میں کمترین نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس سے قبل تحقیق احمدیت میں تقریباً دس گیارہ سال گذار دیے۔ عربی و دینی تعلیم کی تکمیل میں نے دیوبند میں کی۔ پہلے میں کٹر دیوبندی خیالات کا تھا اور سلسلہ حقہ سے سخت متنفر میری طبیعت گوارا نہیں کر سکتی تھی۔ کہ احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ کروں۔ مگر محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور اس ذات مقلب القلوب نے میرے اندر ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا۔ کجا وہ حالت کہ سلسلہ احمدیہ سے سخت نفرت۔ اور پھر یہ حال کہ تحقیق احمدیت کا شوق۔ بالآخر وعدہ الٰہی والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کے مطابق مجھے صراط مستقیم کی رہنمائی نصیب ہوئی۔ فالحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔ ؁

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے وہ آسمانی نشانات جو کمترین کے پاس امانت تھے۔ مختصراً عرض ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ذیل کے بیانات صحیح ہیں۔ ان میں کسی قسم کی جھوٹ کی آمیزش نہیں۔ اگر اس میں میں نے کچھ اپنی طرف سے ملایا ہو۔ تو بموجب ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ پر اسی دنیا و آخرت میں عذاب الٰہی نازل ہو ؁

پہلا نشان

اس عرصہ میں جب کہ کمترین سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں ہوا تھا۔ سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر لکھ رہا تھا۔ اثناء تحریر میں مجھے مقام محمود کی تفسیر میں عقدہ پیش آیا۔ جس کے حل کے لئے میں نے بہتیری کوشش کی۔ مگر کسی طرح گرہ کشائی نہ ہو سکی۔ آخر میں نے جناب الٰہی میں نہایت الحاح وزاری سے دعا کی۔ کہ بار الٰہا اپنے فضل و کرم سے یا تو براہ راست میرے دل کی کھڑکی کھول اور اس عقدہ کے متعلق شرح صدر فرما۔ یا اپنے کسی ایسے بندہ کی زیارت کرا جو تیرے نزدیک قرآن مجید کے علوم کا وارث اور اس کے حقائق و معارف کا ماہر ہو۔ اور اس کے ذریعہ میرا عقدہ حل فرما۔ اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نہ تو چنداں معتقد تھا۔ اور نہ ہی ان کی ذات کے متعلق مجھے کوئی توہم و گمان تھا۔ میں دعا کر کے سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ پالتی لگائے بیٹھے ہیں اور آپ کے زانو پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سر مبارک رکھے استراحت فرما رہے ہیں۔ میں نے حضرت مولانا کی خدمت میں اپنا عقدہ پیش کیا۔ اور اس کا حل چاہا۔ قبل اس کے کہ حضرت مولانا میرے سوال کا جواب دیتے۔ میری گفتگو ختم ہوتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدار ہو گئے۔ اور جلدی سے اٹھ کر میری طرف مخاطب ہو کر ایک لمبی اور مفصل تقریر فرمائی۔ جو نہایت ہی دلچسپ اور معارف و حقائق سے پُر تھی۔ اس تقریر سے میرے تمام عقدے حل ہو گئے اور جو کیفیت اور لذت اس تقریر کے سننے سے میرے دل میں پیدا ہوئی۔ اسے اب تک میرے قلب نے فراموش نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی افاضہ سے جو علمی معارف مقام محمود کی تفسیر کے بارہ میں مجھے میسر آئے۔ انہیں کمترین نے رسالہ جامعہ احمدیہ ۱۹۳۱ء کے سالانہ نمبر میں شائع کرا دیا تھا۔

دوسرا نشان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا دوسرا نشان یہ ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے کمترین کو حضور کی مربیانہ توجہ کا نظارہ عالم رؤیا میں کرایا۔ ایک رات میں سویا ہوا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق دل میں کسی قسم کا خیال تک نہیں تھا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک پلنگ بچھا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک لمبا کرتہ پہنے کھڑے ہیں۔ آپ کا نورانی چہرہ بدر منیر کی طرح چمک رہا ہے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک سفید کاغذ فلسکیپ سائز کا ہے جس پر مبایعین کے نام لکھے ہیں۔ اس کاغذ کا تمام صفحہ مبایعین کے نام سے بھرا ہوا ہے۔ صرف ایک سطر خالی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میری طرف مخاطب ہو کر مجھے ارشاد فرماتے ہیں کہ اس پر تم اپنا نام لکھ دو۔ (یہ رؤیا اس زمانہ کا ہے جبکہ میں حضور کی صداقت کا تو معترف تھا مگر آپ کے بعض دعاوی کے متعلق مجھے شرح صدر نہیں تھا) آپ کے ارشاد پر میں نے وہ کاغذ لے لیا اور حضور نے مجھے پلنگ کے سرہانے کی طرف بیٹھنے کا حکم دیا۔ اور آپ پائنتی کی طرف بیٹھ گئے۔ یہ حضور کے کریمانہ اخلاق کا دوسرا نظارہ تھا جس کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا۔) قلم دوات پاس تھی۔ میں نے اس کاغذ پر دستخط کر دیے دستخط کرنے کے بعد میرے دل میں خیال آیا۔ کہ ابھی تو مجھے آپ کے بعض دعاوی کے متعلق عقدے ہیں۔ بیعت کے دستخط کس طرح کر دیئے۔ اس اثناء میں میری آنکھ کھل گئی۔ اٹھ کر وضو کر کے تہجد کی نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کی۔ کہ یا الٰہی اگر تیرا منشاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل کرنے کا ہے۔ تو میرے وہ عقدے بھی حل فرما جو آپ کے بعض دعاوی کے متعلق میرے دل میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس نے میرے وہ تمام عقدے حل فرما دئے۔ بالآخر اس رؤیا کی حقیقت عالم ظاہر میں یوں منکشف ہوئی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی جانشین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا مجھے فخر حاصل ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

تیسرا نشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا تیسرا نشان ایک مجذوب کی شہادت ہے۔ جو کمترین نے اپنے کانوں سنی۔ ایک زمانہ تھا جبکہ میں حیات و وفات مسیح کے مسئلہ کی الجھن میں پڑا ہوا تھا۔ اس اثناء میں شہر احمد پور لمہ میں ایک سندھی فقیر مجذوب آیا۔ لوگ اس سے مختلف قسم کے سوالات حسب حال کرتے۔ میں نے اپنے مناسب حال اس سے پوچھا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کب آئیں گے۔ اس سوال پر تھوڑی دیر خاموش رہ کر اس بزرگ مجذوب نے دائیں بائیں سر ہلا کر سندھی زبان میں کہا۔ عیسیٰ تاں اچی ویو۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آ بھی گیا۔ ؁

چوتھا نشان

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چوتھا نشان ایک غیر احمدی کی شہادت ہے۔ حاجی امام الدین صاحب نقشبندی مجددی مخدوم پور پہوڑاں ضلع ملتان کے رہنے والے ہیں یہ شخص میرے والد صاحب کے پیر طریقت ہیں۔ اور میں نے بھی کسی وقت ان سے سلسلہ نقشبندیہ کے وظائف و اوراد کی تلقین لی تھی۔ اگرچہ یہ صاحب احمدی تو نہیں مگر مجھے ان کے طفیل بہت کچھ احمدیت کی تحقیق میں امداد ملی ہے۔ ابتدائی عہد میں جبکہ میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر اپنے شہر میں آیا اور اپنے دیوبندی اساتذہ کے تاثرات سے میں سلسلہ احمدیہ کا سخت مخالف تھا۔ یہاں تک کہ اس سلسلہ کی کتب دیکھنا بھی نہ چاہتا تھا۔ ان دنوں حاجی صاحب موصوف نے مجھے اس تنگدلی سے نکالا اور فرمایا کہ تم مولانا نور الدین صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی دو کتابیں ضرور دیکھو۔ ایک نور دین نامی کتاب جو رد آریہ میں ہے۔ ؁

اور دوسری فصل الخطاب جو عیسائیوں کی تردید میں ہے۔ یہ نہایت اعلےٰ پایہ کی کتابیں ہیں۔ جو عیسائیوں اور آریوں کے اسلام پر اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ ان کے اشتیاق دلانے پر میں نے ان کتب کا مطالعہ کیا۔ اور بہت کچھ نفع اٹھایا۔ حقیقت میں مولویانہ تعصب کا بھوت اور دیوبندی تاثرات سے پیدا شدہ تشددانہ مذاق کا جادو حاجی صاحب موصوف ہی کی صحبت سے اترا۔ بعد میں بھی یہی صاحب مجھے قادیان میں لے جانے کے محرک ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اور قبول احمدیت کے لئے بھی ان کا شرح صدر فرمائے۔ آمین۔ اس قدر ان کا تعارف کرانے کے بعد انہی حاجی صاحب کی شہادت بیان کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ میرے استاد و پیر و مرشد مولانا منظور احمد صاحب مہاجر مدنی جو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ خاندان میں سے تھے۔ وفات سے قبل ایک وصیت فرما گئے۔ فرمایا۔ کہ عنقریب امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہونے والے ہیں۔ جنہیں تم اپنی زندگی میں پاؤ گے۔ میری طرف سے سلام عرض کرنا اور ایک تلوار اور کچھ انہوں نے اور بھی تحفہ . . . . (جس کی تعیین مجھے یاد نہیں رہی) دے کر فرمایا۔ کہ میری طرف سے یہ انہیں ہدیہ پہنچا دیں۔ (تلوار کے متعلق مجھے اشتباہ ہے۔ غالب خیال یہ ہے کہ تلوار کا نام بھی لیا تھا۔) اس شہادت کے ادا کرنے والے حاجی صاحب موصوف اب تک زندہ موجود ہیں۔ اگرچہ یہ صاحب اس وقت تک احمدی نہیں ہیں۔ مگر مجھے ان کی دیانت اور شرافت پر پورا اعتماد ہے۔ کہ وہ اس شہادت کو ہرگز نہیں جھٹلائیں گے۔

پانچواں نشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک اور نشان یہ ہے۔ کہ ایک غیر احمدی شخص مسمی محمد کبیر حجام جو احمد پور لمہ ریاست بہاولپور کا باشندہ تھا۔ (اور عرصہ ہوا فوت ہو چکا ہے) اس نے میرے زمانہ طالب علمی میں میرے متعلق ایک رؤیا دیکھا۔ کہ مسجد جامع احمد پور لمہ میں ایک پلنگ بچھا ہے۔ اور اس پر میں (یعنی خاکسار راقم) بیٹھا ہوں۔ اچانک چار شخص آئے اور اس پلنگ کو اٹھا کر آسمان کی طرف اڑنے لگے۔ اس خواب دیکھنے والے شخص کا بیان ہے کہ میرا بیٹا مولوی شیر محمد (جو ان دنوں راقم الحروف کے ساتھ عربی تعلیم پڑھ رہا تھا) اس پلنگ کے ایک پائے کو چمٹ گیا۔ تا کہ وہ بھی میرے ساتھ اوپر چلا جائے۔ خواب دیکھنے والے محمد کبیر نے کہا کہ میں نے اس کی ٹانگ کو پکڑ لیا۔ اور اس کا ہاتھ چارپائی سے چھوٹ گیا اور وہ وہیں میرے پاس رہ گیا۔ وہ چاروں شخص اس چارپائی کو اوپر فضاء میں لے جا کر مغرب کی طرف قبلہ رخ چل پڑے۔ یہ خواب اس نے میرے زمانہ طالب علمی میں دیکھا تھا۔ جبکہ اس کا بیٹا مولوی شیر محمد بھی میرے ساتھ پڑھتا تھا۔ اور اس مولوی شیر محمد کی میرے ساتھ نہایت محبت تھی۔ اور عقیدت مندی سے قد بڑھی ہوئی تھی۔ کہ وہ میری ہر بات میں تائید بلکہ تقلید کیا کرتا تھا میری ذرا بھی شکایت سننا برداشت نہ کر سکتا تھا۔ جب میں احمدی ہوا۔ تو اس محبت اور عقیدت مندی کی بناء پر مجھے اس پر اعتماد تھا۔ کہ میرے احمدی ہونے کی خبر سنتے ہی فوراً وہ بھی احمدی ہو جائے گا۔ مگر خلاف توقع جب میں نے اسے احمدیت کی تبلیغ کی۔ تو سخت معاند پایا۔ اور اس کے سابقہ تعلقاتِ مودت سب ٹوٹ گئے۔ اس وقت اس خواب کی تعبیر کا نظارہ میرے سامنے آگیا۔

چھٹا نشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک اور نشان یہ ہے۔ کہ ایک شخص مسمی کریم بخش بلوچ جو بوڑھا ضعیف العمر تھا۔ اور احمد پور لمہ کے نواح میں رہتا تھا۔ اور اب وہ فوت ہو چکا ہے بڑا عبادت گذار تھا۔ درود شریف کا اکثر ورد کیا کرتا تھا۔ میرے زمانہ تحقیق احمدیت میں اسے مجھ سے عقیدت تھی۔ اس اثناء میں بعض مولویوں نے میری مخالفت کی اور مجھے بد عقیدہ اسلام کے برخلاف مشہور کیا۔ (حالانکہ ان دنوں میں نے احمدیت قبول نہیں کی تھی البتہ بعض مسائل جن میں مجھے شرح صدر ہو چکا تھا۔ ان میں میں احمدیت کی تائید کرتا تھا۔) میرے متعلق فتویٰ دیا۔ کہ اس کے پیچھے نمازیں نہ پڑھو۔ اور جو نمازیں پڑھی جا چکی ہیں ان کو دہراؤ۔ اس پروپیگنڈا کا اثر اس نیک مرد مسمی کریم بخش پر بھی پڑا۔ اور وہ مجھ سے کچھ عرصہ کے لئے بدظن ہو گیا۔ اس عرصہ میں اسے خواب آیا۔ دیکھا کہ مسجد جامع احمد پور لمہ میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ آپ مسجد سے نکل کر ڈیوڑھی میں ٹھیر گئے۔ اور میں (خاکسار راقم الحروف) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں۔ اور آپ مجھ سے کلام فرما رہے ہیں۔ منشی کریم بخش کا بیان ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ تو میں نے تم سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھے جن کے چہرہ سے نور برس رہا تھا۔ میں نے کہا کہ تمہیں خبر نہیں یہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جنہوں نے اس ہیچمدان کو باریابی اور ہمکلامی کا شرف بخشا۔ اس خواب کے دیکھنے کے بعد وہ شخص میرے حق میں بدظنی رکھنے سے باز آگیا اور مجھے خواب سنانے اور مجھ سے معافی لینے کے خیال سے وہ شہر احمد پور لمہ میں آیا۔ اتفاق سے اس دن میں باہر گیا ہوا تھا مجھے تو نہ مل سکا۔ مگر دوسرے لوگوں کو جو میرے مخالف تھے۔ یہ خواب سنایا۔ اور میرے واپس آنے پر انہوں نے مجھے سنایا۔ جس میں سے بعض نے مجھ سے بدظنی چھوڑ دی۔ اور حسن ظنی میں قدم بڑھایا۔ بعد میں وہ شخص خواب دیکھنے والا بھی مجھ سے ملا اور خواب سنا کر مجھ سے عقیدت کا اظہار کیا۔ میں نے اسے کہا کہ اس میں میری کوئی خوبی نہیں۔ یہ تو احمدی مسلک کی برکت ہے۔ جس کی تحقیق میں میں مصروف ہوں پس تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔

ساتواں نشان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک نشان میں نے یہ دیکھا کہ ایک دفعہ میرے بھائی منشی عبد الغفور نے جو فوت ہو چکا ہے خواب دیکھا۔ کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام مبعوث ہوئے ہیں۔ اور آپ کے ہمراہ مسلح فوجیں ہیں۔ اور میرے متعلق کہا کہ میں تمہیں بھی ان فوجوں میں دیکھتا ہوں۔ اور تم ایک دستہ فوج کے افسر ہو اور تمہارے ہاتھ میں جھنڈا ہے۔ ان دنوں میں عوام کی طرح خونی مہدی کی آمد کا معتقد تھا۔ میرے خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ کہ میں کس طرح فوج کا افسر ہو سکتا ہوں۔ اس وقت تو میں نے اپنے بھائی کو یوں کہہ کر ٹال دیا کہ اس رؤیا میں آپ کی خوش اعتقادی کا اثر ہے۔ میرے بھائی اگرچہ مجھ سے بڑے تھے۔ مگر علم کی وجہ سے میرا بہت ہی ادب و احترام کرتے تھے۔ ہر بات میں مجھ سے مشورہ لیتے اور میری رائے پر چلتے ان دنوں تو میں نے اس رؤیا کی طرف چنداں توجہ نہ کی۔ مگر آج اللہ تعالیٰ نے میرا شرح صدر فرما دیا ہے کہ یہ رؤیا ان کا صادق نکلا۔ اور اس کی تعبیر آج یوں نمودار ہے۔ کہ باوجود میری نالائقی کے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے جماعت احمدیہ خانپور کا خادم سکرٹری بلکہ پریذیڈنٹ بننے کی عزت بخشی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

آٹھواں نشان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک اور نشان یہ ہے۔ کہ ۱۹۳۲ء میں جبکہ کمترین مدرسہ دارالرشاد پیر جھنڈا (سندھ) میں مدرس تھا۔ ایک دن بعض طلباء دوڑتے ہوئے میرے پاس آئے اور ایک تعجب خیز خبر سنائی۔ کہ درختوں کے پتوں پر محمد اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لفظ لکھے ہوئے ہیں۔ کئی دنوں تک اس معجزانہ نظارہ کا چرچا رہا۔ ان دنوں اتفاق سے مجھے اپنے وطن احمد پور لمہ ریاست بہاولپور میں واپس آنا پڑا تو یہاں بھی یہی چرچا سنا۔ عموماً بیری اور شیشم اور جال کے پتوں پر اس قسم کے نقش ہوتے میں نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ بعض پتوں پر تو صاف حروف خوشخط ہوتے جو واضح طور پڑھے جاتے۔ اور بعض پر بھدے جو ذرا غور کرنے سے پڑھے جا سکتے۔ ان دنوں باہر سے بھی اس امر کی تصدیق کی خبریں آئیں۔ میری بیوی کا بیان ہے کہ اس کا باپ بھی بعض پتے لایا۔ جن پر امام مہدی لکھا ہوا تھا۔ اور اس نے وہ پتے دیکھے۔ یہ نظارہ کئی دنوں تک رہا۔ پھر بند ہو گیا۔ ان رموز قدرت کا راز مجھ پر بعد میں یوں کھلا۔ کہ یہ تکوینی اعجاز کا نظارہ درحقیقت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز احمد نبی اللہ امام مہدی علیہ السلام کی فتوحات کا تصویری زبان میں اعلان تھا۔ جبکہ بمطابق قرآنی پیشگوئی وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذاباً شدیداً عالمگیر جنگ کے بعد دنیا کی کایا پلٹ چکی تھی۔ اور اب دنیا کا ایک نیا دور شروع ہو چکا تھا

جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی تصرفات کی شعاعیں عالم میں پھیلنی مقدر ہو چکی تھیں۔ اور قرآن حکیم کی پیشگوئی وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا۔ کا ظہور نمایاں رنگ میں ہونے لگا تھا۔ ان مواعید کے پورا ہونے کے لئے عہد خلافت ثانیہ میں قدرت ثانیہ کا ظہور موعود ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۲۴ء میں اپنی فتوحات کے لئے یورپ کا وہ عظیم الشان تاریخی سفر اختیار فرمایا۔ اور یورپ کے اس مرکزی نقطہ (شہر لندن) میں پہونچتے ہیں۔ جہاں قدرتاً ایک عظیم الشان مذہبی کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ جہاں دنیا بھر کے مذاہب کی نمائش اور تبادلہ خیالات کے لئے لوگوں کا اجتماع ہے۔ اور قریباً ساری دنیا کو پیغام اسلام پہونچانے کا بہترین موقعہ ہے۔ چنانچہ آپ وہاں پہونچ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کشف کو پورا فرماتے ہیں۔ جس کا نظارہ آپ کو دکھلایا گیا تھا۔ کہ آپ لندن میں ایک سٹیج پر کھڑے لیکچر دے رہے ہیں اور کچھ سفید پرندے آپ نے پکڑے ہیں۔ اور بعض وہ بشارتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اہل مغرب کے متعلق تھیں پوری فرماتے ہیں۔ اسی موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے اصل مقصد (کسر صلیب) کا نظارہ بھی واضح طور پر ہوتا ہے۔ چنانچہ ارباب کانفرنس جو باوجود مسیحی ہونے کے دنیا کے مذاہب کو دعوت دیتے ہیں۔ اور اسلام کی نمائندگی کے لئے خصوصیت سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو مدعو کرتے ہیں۔ مگر مسیحی مذہب کو جو باوجودیکہ ان کا اپنا ملکی اور قومی مذہب ہے۔ اس کانفرنس میں کوئی جگہ نہیں دیتے۔ چنانچہ خواجہ نذیر احمد صاحب اپنے خط میں جس میں اس مذہبی کانفرنس کے متعلق کچھ تذکرہ تھا۔ اور جو پیغام صلح جلد ۱۲ صفحہ ۸ میں شائع ہوا تھا۔ لکھتے ہیں۔

"سکرٹری مذہبی کانفرنس کو میں ملنے گیا۔ تعجب ہے کہ جہاں دیگر مذاہب اور خصوصاً اسلام کی طرف زیادہ توجہ دی گئی۔ وہاں عیسویت کو کوئی جگہ نہیں دی گئی۔ نہ تو عیسویت پر کوئی لیکچر ہوگا۔ نہ کسی مباحثہ میں کسی پادری کو بولنے کی اجازت دی جائے گی۔ جب سکرٹری سے میں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا۔ کہ عیسویت کوئی مذہب نہیں ہے۔ کیونکہ مسیح دنیا میں کوئی نئی چیز نہیں لایا۔ وہ صرف پورا کرنے آیا۔ وہ محض ایک ریفارمر تھا اور اناجیل کے مطابق وہ سخت ناکام رہا۔ ہماری کمیٹی محسوس کرتی ہے۔ کہ عیسویت بھی سخت ناکام ثابت ہوئی ہے۔ اور اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ پیغام امن اس کے پاس دینے کے لئے نہیں۔ پھر اس نے خاص طور پر کہا کہ یہ عیسویت صرف ایک طریق تمدن ہے۔"

یہ عیسائیت گئے بیتے ہے۔ ان کے گھر کی شہادت۔ اب اس کے مقابل مذہب اسلام کے متعلق بھی انہی کی رائے سن لو۔ چنانچہ منتظم کانفرنس۔ اور لنڈن کے مشہور پادری ڈاکٹر والٹر واش نے اسی موقعہ کہا اس کانفرنس سے یہ نتیجہ نکلا ہے۔ کہ اسلام زندہ مذہب ہے۔ اور یہی وہ غرض ہے۔ جس کو لے کر احمدیہ جماعت کے امام یہاں تشریف لائے تھے۔ (جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات صفحہ ۱۸)

اسی سفر میں فتح یورپ کا دوسرا عظیم الشان نشان اس وقت ظاہر ہوتا ہے۔ جبکہ دنیا کے مادی مرکز (لنڈن) میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ تبلیغ اسلام کے مرکز (سوتھ فیلڈ) کا سنگ بنیاد اپنے ہاتھ سے رکھتے ہیں۔ جس کی طفیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی طلوع الشمس من المغرب کی صداقت کا نقشہ ارباب بصیرت کی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ عہد خلافت ثانیہ کے برکات کی یہ دو جزوی مثالیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان برکات سے متمتع فرمائے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک وجود کو دیر تک قائم رکھے۔ آمین۔ خاکسار عبداللطیف عفا اللہ عنہ سکرٹری جماعت احمدیہ خانپور

(بقیہ صفحہ ۲)

اور ہستی باری تعالیٰ کے متعلق مختلف نظریات کی تغلیط کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے وجود کو نہایت خوبی کے ساتھ اسلام کے پیش کردہ رنگ میں پیش کیا۔ ان کے بعد جناب مفتی محمد صادق صاحب نے اسلامی لین دین میں مغربی تمدن پر اسلامی احکام کی فضیلت اختصار کے ساتھ دلچسپ رنگ میں پیش کی۔ اور جلسہ نماز ظہر و عصر کے لئے برخاست ہوا۔ نمازیں حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب نے جمع کر کے پڑھائیں۔ اور دوسرا اجلاس جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت و نظم خوانی کے بعد مولوی ظہور حسین صاحب نے اسلامی روزہ کی امتیازی حیثیت اور اس کے آداب بیان کئے۔ ان کے بعد جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اللہ اکبر اور ظفر اللہ خان زندہ باد کے نعروں میں سٹیج پر تشریف لائے۔ اور یورپ و امریکہ میں تبلیغ اسلام کے تاثرات اور نومسلمین انگلستان و امریکہ کی اسلام سے چشم دید وابستگی بیان کر کے حاضرین کے ایمان میں اضافہ کیا۔ آپ نے مبلغین بالخصوص مبلغ امریکہ جناب صوفی مطیع الرحمٰن صاحب کی مشکلات کا درد انگیز الفاظ میں تذکرہ کیا۔ آپ کی تقریر نہایت دلچسپی سے سنی گئی۔ ان کے بعد جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق نے لیکھرام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی وضاحت کے ساتھ بیان کی۔ اور پانچ بجے پہلے روز کی کارروائی ختم ہوئی۔

دوسرا دن

دوسرے دن کا پہلا اجلاس جناب چوہدری محمد الدین صاحب ممبر کونسل آف سٹیٹ۔ ریونیو ممبر ریاست جے پور کی صدارت میں شروع ہوا۔ جس میں جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے تیوساف کی تحریک اور ان کے ماخذ بیان کئے۔ مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے اجرائے نبوت پر تقریر کی۔ اور مولوی عبدالغفور صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ترقی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق پیشگوئیاں اور مخالفانہ حالات میں ان کے پورا ہونے کا ذکر کیا۔ اور اجلاس اول نماز ظہر و عصر کے لئے برخاست کیا۔ اور ۲ بجے نمازیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے جمع کر کے پڑھائیں۔

نماز کے بعد دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ شیخ مشتاق حسین صاحب گوجرانوالہ نے تلاوت قرآن مجید کی اور حکیم سراج دین صاحب نے نظم پڑھی۔ تین بجے کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور سوا پانچ بجے شام تک نہایت اہم امور کے متعلق تقریر فرمائی۔

تیسرا دن

۲۸ دسمبر تیسرے دن کا پہلا اجلاس جناب خان بہادر محمد علی خان صاحب پولیٹیکل افسر ریٹائرڈ کی صدارت میں شروع ہوا۔ اور خان غلام محمد صاحب ایم۔ اے ریٹائرڈ ای۔ اے سی نے مختصراً اپنے بعض تبلیغی واقعات دلچسپ رنگ میں سنائے ان کے بعد خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب سابق امام مسجد احمدیہ انگلستان نے تبلیغ اسلام کے واقعات دلچسپ پیرایہ میں بیان کئے نومسلمین کی دینی تعلیم و تربیت۔ ان کے اخلاص اور دین کے متعلق قربانی کے حالات سنائے۔ ان کے بعد مولوی جلال الدین صاحب شمس سابق مبلغ بلاد عربیہ نے تقریر کی۔ جس میں بتایا۔ کہ حیات مسیح کا عقیدہ مسلمانوں میں سب سے پہلے کس وقت اور کن اسباب کے ماتحت پیدا ہوا۔ ان کے بعد مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے مسئلہ خلافت کے سلسلہ میں اختلافات کا ظہور اور اس کے انسداد کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح اول اور خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مساعی جمیلہ کا ذکر کیا۔ اور اجلاس اول نمازوں کے لئے برخاست ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نمازیں جمع کرانے کے بعد بلند آہنگ نعروں کے درمیان سٹیج پر تشریف لائے۔ صوفی غلام محمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی اور ضیاء صاحب پشاوری نے حضور کی ایک نظم پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد تین بجے حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی کے متعلق پُر معارف تقریر شروع فرمائی۔ جو سوا پانچ بجے احباب کی اس خواہش کے باوجود کہ جاری رکھی جائے۔ اس وجہ سے حضور نے ختم کی۔ کہ روزہ داروں کو تکلیف نہ ہو۔ اس کے بعد حضور نے لمبی دعا فرمائی اور جانیوالے احباب کو اجازت عطا کی۔ بعض احباب سپیشل گاڑی سے جو رات شام کو نو بجے کے قریب چلائی گئی۔ واپس تشریف لے گئے۔ حضور

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی